اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

مشکوۃ

MONTHLY MISHKAT

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA
BHARAT

اس شمارہ میں خاص

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عشق قرآن
- ارشادات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خدام کیلئے مشعل راہ

جلد 8 | اپریل 2024 - شہادت 1403 - رمضان/شوال 1445 | شمارہ 4

جلسہ یوم والدین مجلس اطفال الاحمدیہ یادگیر کرناٹک

تربیتی کلاس مجلس اطفال الاحمدیہ شموگا کرناٹک

کرڈاپلی اڈیشہ کے خدام راہ گیروں کو ٹھنڈا پانی اور شربت پلاتے ہوئے

پنکال اڈیشہ کے خدام راہ گیروں کو ٹھنڈا پانی اور شربت پلاتے ہوئے

جامعہ مسجد ناصر آباد کشمیر میں وقار عمل کے بعد اجتماعی دعا

تربیتی کیمپ مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد مہاراشٹرا

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ چنئی تامل ناڈو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نحمدہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مِشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی"

(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

نگران: شمیم احمد غوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
اطہر احمد شمیم، ریحان احمد شیخ
سید سعید الدین، سلیق احمد نائک

مینیجر
سید عبدالہادی

مجلس ادارت
بلال احمد آہنگر، حافظ نعیم احمد پاشا
مرشد احمد ڈار، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
محمد ضیاء الدین، کامران شریف
نیّر احمد، صباح الدین شمس

دفتری امور
سید حارث احمد

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک	₹ 220
بیرون ملک	$ 150
قیمت فی پرچہ	₹ 20

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی / کلام الامام المہدی / امام وقت کی آواز	3
خلاصہ خطبات جمعہ ماہِ فروری 2024ء	4
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عشق قرآن	7
ارشادات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ...خدام کے لیے مشعلِ راہ	18
بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 50)	26
فتاویٰ مصلح موعودؓ	32
Diary Dose	33
گوشۂ ادب / بزم اطفال	35
Health & Fitness	36
سائنس کی دنیا	37
Summary of the Friday Sermon on 22nd March 2023	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

”ہے خواہش میری الفت کی، تو اپنی نگاہیں اونچی کر“

کائنات میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت اور رحیمیت کی جلوہ گری ہرطرف نظر آتی ہے۔ رحمٰن خداوہ ہے جس نے ہماری کوشش اورعمل کے بغیرہی ہماری پیدائش سے پہلے چاند، سورج، زمین ہواوغیرہ پیدا کئے۔ خدا تعالیٰ رحیم بھی ہے وہ انسان کی کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ انسانی کوشش پر کامیابی کا پھل لگاتا ہے۔اور انسانی جستجو اور تلاش پر اسکو اپنی ہدایت کی راہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ صفت رحیمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ صفت اس فرقہ کو ردّ کرتی ہے جو اعمال کو بالکل لغوخیال کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں نماز کیا تو روزے کیا؟ اگر غَفُورُ الرَّحِیم نے اپنا فضل کیا تو بہشت میں جائیں گے نہیں تو جہنم میں اور کبھی کبھی یہ لوگ اس قسم کی باتیں بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ میاں عبادتاں کر کے ولی تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا ہے۔ کچھ کیتا کیتا نہ کیتا نہ سہی۔ الغرض الرحیم کہہ کر خداایسے ہی لوگوں کارد کرتا ہے اور بتایا ہے کہ جو محنت کرتا ہے اور خدا کے عشق اور محبت میں محو ہوجاتا ہے وہ دوسروں سے ممتاز اور خدا کا منظور نظر ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی خود دستگیری کرتا ہے جیسے فرمایا۔ وَ الَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۷۰) یعنی جولوگ ہماری خاطر مجاہدات کرتے ہیں آخر ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ جتنے اولیاء اور انبیاء اور بزرگ لوگ گزرے ہیں انہوں نے خدا کی راہ میں جب بڑے بڑے مجاہدات کئے تو آخر خدا نے اپنے دروازے ان پر کھول دیئے۔ لیکن وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی اس صفت کو نہیں مانتے۔عموماً انکا یہی مقولہ ہوتا ہے کہ میاں ہماری کوششوں میں کیا پڑا ہے جو کچھ تقدیر میں پہلے روز سے لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 21)

مجلس خدام الاحمدیہ کے بانی حضرت مصلح موعودؓ نے خدامِ احمدیت کو جن اوصاف کا حامل ہونے کی تاکید فرمائی ہے ان میں سخت جان ہونا اور لگاتار کام کرنا شامل ہے۔آپؓ خدام کی محنت کے معیار کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی محنت کہ 13،14 گھنٹے دن میں کام کرسکیں۔“ ایک اور موقع پر فرمایا کہ

”مرد کا حسن اس کے بناؤ سنگھار میں نہیں بلکہ اس کی طاقت اور کام میں ہے۔“ (مشعل راہ جلد اول صفحہ 342)

آپؓ اپنے منظوم کلام میں بھی فرماتے ہیں:

بھولیومت کہ نزاکت ہے نصیبِ نسواں
مرد وہ ہے جو جفاکش ہو گل اندام نہ ہو

انسان کی تقدیر میں انسانی کوشش کا بڑا عمل دخل ہے۔انسان محنت اور کوشش سے اپنی قسمت بنا سکتا ہے۔انگریزی میں کہتے ہیں

The Harder You Work, the Luckier You Get

انسان جتنی کوشش کرتا ہے اتنی ہی اس کی قسمت چمکتی ہے۔حقیقی کوشش اور محنت کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔شرط یہی ہے کہ کوشش کماحقہ ہو۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ۔اے انسان! تجھے ضرور اپنے ربّ کی طرف سخت مشقّت کرنے والا بننا ہوگا۔ پس (بہرحال) تُو اُسے رُوبرو ملنے والا ہے۔خدا تعالیٰ کا وصل اور اسکی معرفت بھی سخت محنت کو چاہتی ہے۔ چند ہاتھ زمین کھودنے سے پانی نہیں نکل آتا بلکہ اسکے لئے گہرا کھودنا پڑتا ہے تب جاکے شیریں پانی انسان کو مہیا ہو پاتا ہے اور اس سے وہ اپنی پیاس کو بجھالیتا ہے۔اسی طرح انسان کو تمام دینی و دنیوی ترقیات کے حصول کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت ہے۔ہمارے نوجوانوں کی کامیابی حضرت مصلح موعودؓ کی اس نصیحت میں پنہاں ہے کہ

ہے خواہش میری الفت کی تو اپنی نگاہیں اونچی کر
تدبیر کے جالوں میں مت پھنس کر قبضہ جا کر مقدر پر

(نیاز احمد نائک)

قرآن کریم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ
مِنۡكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ
كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا
(النساء: 60)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً، كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا، فَلَا تَجِدُونَ أُولَئِكَ خِيَارَكُمْ

ترجمہ: آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ اور ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کی شکایت آئی ہے) وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب ضرب النساء)

کلام الامام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”غرض صحابہؓ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اُسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۳۱۹ زیر آیت النساء:۶۰)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کسی کے لیے بھی دل میں کینہ، نفرت، بغض، حسد وغیرہ نہ ہو کیونکہ اگر یہ چیزیں دل میں ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دل بڑائی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے اور اس میں عاجزی نہیں ہے پھر کسی کو اپنی باتوں سے دکھ نہ دو اور ہر ایک کی عزت کرو چاہے کوئی غریب ہو، فقیر ہو، کم طاقت کا ہو یا ماتحت ہو یا ملازم ہو سب کی عزت کرو پھر سلام کہنے کی عادت ڈالو اس سے بھی معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے اور عاجزی اور انکساری بڑھنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 21)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ 02/ فروری 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

غزوۂ اُحد کے حالات

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جنگ اُحد کے واقعات میں صحابہؓ کی قربانیوں اور اُن کے عشقِ رسولؐ کی مثالیں میں نے دی تھیں۔ اِن میں حضرت علیؓ کی بہادری کے واقعات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر ابن قمئہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کر کے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا اور قریش کو کہا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔

حضرت مصعبؓ کے شہید ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔

حضرت علیؓ نے یکے بعد دیگرے کفار کے علم برداروں کو تہ تیغ کیا۔

رسول اللہؐ کے ارشاد پر حضرت علیؓ نے کفار کے عمرو بن عبد اللہ جمحی اور شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا۔ جبرئیلؑ نے حضرت علیؓ کے بارے میں کہا کہ یا رسول اللہ! یقیناً یہ ہمدردی کے لائق ہیں تو رسول اللہؐ نے فرمایا: ہاں علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں تو جبرئیلؑ نے کہا کہ میں آپ دونوں میں سے ہوں۔ اس بات کو شیعہ حضرات مبالغہ آرائی کر کے بہت زیادہ بڑھا چڑھا بھی لیتے ہیں۔

ابو دجانہؓ نے بڑی دیر تک آپؐ کے جسم کو اپنے جسم سے چھپائے رکھا اور جو تیر یا پتھر آتا تھا اُسے اپنے جسم پر لیتے تھے حتی کہ اُن کا بدن تیروں سے چھلنی ہو گیا مگر اُنہوں نے اُف تک نہیں کی۔ پھر حضرت اُمِّ عمارہ کا بھی ذکر ملتا ہے جنہوں نے بہادری کے جوہر دکھائے۔

ابو سفیان نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا: اُعْلُ ھُبَلُ یعنی اے ھبل تیری بلندی ہو۔ صحابہؓ آنحضرتؐ کے ارشاد کا خیال کر کے خاموش رہے مگر آنحضرتؐ جو اپنے نام پر تو خاموش رہنے کا حکم دیتے تھے اب خدا تعالیٰ کے مقابلے میں بُت کا نام آنے پر بے تاب ہو گئے اور فرمایا: تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ۔ آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ

خلاصہ خطبہ جمعہ 09/ فروری 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

غزوۂ اُحد میں صحابہؓ کی قربانیاں
اور عشقِ رسول ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت حنظلہؓ کی شہادت کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔ ان کی بیوی بتاتی ہیں کہ میرے شوہر کو جب پتا چلا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے روانہ ہو گئے ہیں تو میرے شوہر پر غسل جنابت فرض تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کی خبر سُن کر اتنی جلدی اور بے تابی سے گھر سے نکلے ہیں کہ غسل کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا اور تلوار لے کر میدان جنگ کی طرف چل پڑے۔ انہیں شداد بن اسود نے شہید کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت پر فرمایا کہ میں فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان اور زمین

کے درمیان چاندی کے برتنوں میں صاف شفاف پانی لیے حنظلہؓ کو غسل دے رہے ہیں۔ ان کی بیوی نے کہا کہ وہ حالتِ جنابت میں میدان جنگ میں چلے گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی لیے فرشتے اُن کو غسل دے رہے تھے۔

حضرت سعد بن ربیعؓ کی شہادت کا بھی واقعہ ہے۔ غزوۂ اُحد کے روز رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے پاس سعد بن ربیعؓ کی خبر کون لائے گا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ مَیں۔ چنانچہ اُس نے حضرت سعدؓ کو تلاش کیا اور کہا مجھے رسول اللہؐ نے تمہاری خبر کے لیے بھیجا ہے تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ آنحضورؐ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور خبر دینا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں۔ جس نے بھی میرے ساتھ لڑائی کی تو اُس کو میں نے مار دیا۔ اور میری قوم کو یہ کہنا کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی عذر نہیں ہو گا اگر رسول اللہؐ شہید ہو جائیں اور تم لوگوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص ان کے پاس گیا تھا وہ ابی بن کعبؓ تھے۔

آخر میں حضور انور نے بعض مرحومین کا ذکر خیر فرمایا۔ ڈاکٹر منصور شبوطی صاحب آف یمن، مکرم صلاح الدین محمد صالح عبد القادر عودہ صاحب والد محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کبابیر، ریحانہ فرحت صاحبہ اہلیہ کرامت اللہ خادم صاحب ربوہ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 16/ فروری 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

غزوۂ اُحد میں صحابہؓ کی قربانیاں
اور عشقِ رسول ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جنگِ احد کے واقعات کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرام کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے تعلق کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس حوالے سے حضرت خارجہ بن زیدؓ کی شہادت کا بھی ذکر ملتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو تیرہ سے زائد زخم لگے تھے اور بالآخر صفوان بن امیہ نے آپ کو شہید کر دیا تھا۔ پھر آپ کا مثلہ بھی کیا گیا تھا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عباس بن عبادہؓ نے اپنا خود حضرت خارجہ بن زیدؓ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے؟ تو حضرت خارجہؓ نے جواب دیا کہ نہیں! جس چیز کی تمہیں آرزو ہے مجھے بھی اسی (یعنی شہادت) کی خواہش ہے۔ حضرت عباس بن عبادہؓ کو سفیان بن عبد الشمس نے شہید کیا تھا۔

پھر حضرت شماس بن عثمانؓ کی شہادت کا ذکر ہے۔ آپ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شامل ہوئے اور غزوۂ احد میں بڑی جانفشانی سے لڑتے ہوئے ۳۴ برس کی عمر میں شہید ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے شماس بن عثمان کو ڈھال کی مانند پایا۔

پھر حضرت نعمان بن مالکؓ کی شہادت کا ذکر ہے۔ آپ بھی غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کو صفوان بن امیہ نے جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کو ابان بن سعید نے شہید کیا تھا۔

ایک خاندان کے چار افراد کی شہادت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ان شہداء میں ثابت بن وقشؓ اور ان کے بھائی رفاعہ بن وقشؓ اسی طرح ثابت کے دو بیٹے سلمہ بن ثابتؓ اور عمرو بن ثابتؓ شامل ہیں۔

ان سب کا تعلق انصار کے قبیلے بنو عبد الاشہل سے تھا۔ رفاعہ بن وقشؓ بوڑھے آدمی تھے جنہیں خالد بن ولید نے شہید کیا۔ پھر ابو سعد خیثمہؓ بن ابو خیثمہ کی شہادت کا ذکر ہے۔

جنگِ احد کے بعد آنحضرتؐ نے کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر نمازِ ظہر پڑھائی۔ آپ کے پیچھے صحابہ نے بھی بیٹھ کر نماز ادا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 23/ فروری 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

حضرت مصلح موعودؓ کے مقام کے بارے میں غیروں کے تاثرات

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے بعض پہلوؤں کا ذکر کروں گا۔ جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے اور ہر سال اس پیشگوئی کے پورا

ہونے پر جلسے بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک مختلف صفات کے حامل بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی لیکن اس بارے میں واضح ہو کہ اس دن حضرت مصلح موعودؓ کی سالگرہ نہیں منائی جاتی بلکہ پیش گوئی کے پورا ہونے پر جلسے کیے جاتے ہیں کیونکہ آپؓ کی پیدائش تو ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء کی ہے۔

پیشگوئی مصلح موعودؓ کیا ہے۔ یہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو پہلے نوشتوں کے مطابق جن کی پہلے انبیاء نے بھی خبر دی اور پھر آنحضرتؐ کی پیش گوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ اعلان کرنے کا فرمایا تھا۔ اس پیشگوئی میں اس لڑکے کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک دو کا میں ذکر کر دیتا ہوں۔ فرمایا: وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ یہ اس لمبی پیشگوئی کی چند باتیں ہیں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ بیان کردہ مدّت کے اندر وہ لڑکا پیدا ہوا اور پیشگوئی کے تمام پچاس یا باون حصوں کا مصداق بنا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے دورِ خلافت کا ہر دن اس پیش گوئی کے پورا ہونے کی شان کا اظہار کر رہا ہے۔

مولانا غلام رسول صاحب مہر روزنامہ زمیندار سے منسلک ایک محقق، مصنف، ادیب، صحافی اور مؤرخ نے شیخ عبد الماجد صاحب کو بتایا کہ آپ لوگوں کی کسی کتاب میں اس عظیم الشان انسان کے کارناموں کی مکمل آگاہی نہیں ملتی۔ ہم نے انہیں قریب سے دیکھا ہے، کئی ملاقاتیں کی ہیں، مسلم قوم کے لیے ان کا وجود سراپا قربانی تھا۔ فرقہ بازی کا تعصب میں نے اس وجود میں نام کا نہیں دیکھا، وہ بلا کے ذہین تھے۔ افسوس مسلمانوں نے مرزا صاحبؓ کی قدر نہیں کی۔ سخت مخالفت کی آندھیوں کے باوجود میں نے مرزا صاحبؓ کو کبھی افسردہ اور سرد مہر نہیں دیکھا۔

لالہ بھیم سین کے فرزند جناب لالہ کنور سین صاحب سابق چیف جج کشمیر، مولانا محمد علی جوہر صاحب، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے تاثرات بیان کرنے کے بعد فرمایا: م ش کے نام سے مشہور صحافی اور سیاست دان جن کا اصل نام میاں محمد شفیع تھا حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر انہوں نے لاہور کی ڈائری میں لکھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے خلافت کی گدی پر متمکن ہونے کے بعد جس طرح اپنی جماعت کی تنظیم کی اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کو ایک فعال اور جاندار ادارہ بنایا اس سے ان کی بے پناہ تنظیمی قوت کا پتا چلتا ہے اگرچہ ان کے پاس کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہوں نے پرائیویٹ طور پر مطالعہ کر کے اپنے آپ کو واقعی علامہ کہلانے کا مستحق بنا لیا تھا۔ مرزا صاحب ایک نہایت سُلجھے ہوئے مقرر اور منجھے ہوئے نثر نگار تھے اور ہر ایک موقع کو بلا دریغ استعمال کرتے تھے جس سے جماعت کی ترقی کی راہیں کھلتی ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف موضوعات پر جماعت کو، عمومی طور پر مسلمانوں کو راہنمائی فرمائی۔ کتابیں کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔ کوئی شائع ہو گئی ہیں کوئی شائع ہونے والی ہیں۔ خطبات ہیں۔ پرانے ریکارڈ میں سے غیر مطبوعہ نوٹس یا خطبات اور تقریروں میں سے قرآن کریم کی تفسیریں مل رہی ہیں ان کی بھی انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت ہو جائے گی۔ بہت سی کتب کی اشاعت انگریزی زبان میں بھی ہو چکی ہے جن کو اردو نہیں آتی انہیں اس علمی خزانے سے استفادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس علمی خزانے سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے آخر میں پاکستان اور یمن کے احمدیوں، نیز فلسطینیوں کے لیے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔

بعد ازاں حضور انور نے گھانا میں جماعت کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر منعقد کیے جانے والے صد سالہ جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ کل انشاء اللہ یہاں سے جلسے میں میری لائیو تقریر بھی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ ❀❀❀

دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ

پس رمضان کا مہینہ دُعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں دُعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قَرِیْبٌ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا؟ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

(شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عشق قرآن

(اطہر احمد شمیم مہتمم مقامی قادیان)

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بستاں ہے

"قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں"

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 542، ایڈیشن 1988ء)

عشق اور محبت ایک ایسا جذبہ اور احساس ہے کہ دنیا کا کوئی جاندار اس احساس سے خالی نہیں ہے۔ کوئی اپنی اولاد سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے تو کسی کو اپنے والدین سے زیادہ عزیز کوئی نہیں، کسی کو اپنی جائیداد سے محبت ہے تو کوئی اپنی جورو کا عاشق ہے، کسی کو اپنا وطن عزیز ترین ہے تو کسی کو کوئی کتاب پسندیدہ ہے، کوئی منظوم کلام کا گرویدہ ہے تو کوئی نثر کا محب ہے، کوئی کھیل کا عاشق ہے تو کوئی آرام کو پسند کرتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ عشق و محبت کے جذبات ہر کس و ناکس میں موجزن ہیں۔ خاکسار نے جس مضمون کے لکھنے کیلئے قلم اٹھایا ہے اسکے کئی عاشق گزرے اور 1400 سال سے اس سے عشق و محبت کا سلسلہ جاری و ساری ہے خاکسار انہیں عشاق میں سے ایک عظیم الشان عاشق کا تذکرہ کرنے اور قرآن سے اسکے عشق کے چند واقعات لکھنے کی سعادت پا رہا ہے۔ اس کے اظہار عشق کی عبارات اور واقعات کو پڑھیں تو آنسوؤں کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے، لکھنے کیلئے قلم اٹھائیں تو انگلیاں کانپنے لگتی ہیں اور محسوس کریں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ آج تک سینکڑوں عشق و محبت کی داستانیں سنیں اور پڑھیں لیکن ایسے عشق کی مثال شاذ ہی دیکھنے اور سننے کو ملی۔ یہ عاشق اور کوئی نہیں بلکہ وہی امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں جن کے اس عشق کی پیشگوئی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یُحْیِ الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ اور بتایا کہ جب قرآن کریم کا عشق زمین سے ختم ہو جائے گا اس عشق کو دوبارہ قائم کرنے کیلئے امام مہدی کو ثریا ستارے پر بھی جا کر اُسے واپس لانا پڑا تو لائے گا یعنی ہر ممکن کوشش اس عشق کو قائم کرنے کی کرے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ آپ نے اس پیشگوئی کے مطابق قرآن کی عظمت کو دوبارہ دلوں میں قائم کیا اور ایک جماعت پیدا کر دی جو عشق قرآن کی زمانہ میں ایک مثال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن کریم کیلئے خدمات بھی آپ کے قرآن کریم سے بے پناہ عشق کا ہی ایک پہلو ہے لیکن مضمون ہٰذا میں عشق کے چند واقعات اور آپؑ کی چند ایک تحریرات پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جذبات عشق کا اظہار قلم سے کرنا تو ممکن نہیں البتہ واقعات کے ذریعہ اس عشق بے پناہ کی کچھ عکاسی کرنے کی ایک حقیر کوشش کی گئی ہے۔

چھوٹی عمر سے ہی قرآن مجید پڑھنے کا شوق اور لگن

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے بیان فرماتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے میری نانی امّاں نے کہ ایک دفعہ جب تمہارے نانا کی بدلی کاہنووان میں ہوئی تھی۔ میں بیمار ہو گئی تو تمہارے نانا مجھے ڈولی میں بٹھلا کر قادیان تمہارے دادا کے پاس علاج کیلئے لائے تھے اور اسی دن میں واپس چلی گئی تھی۔ تمہارے دادا نے میری نبض دیکھ کر نسخہ لکھ دیا تھا اور تمہارے نانا کو یہاں اور ٹھہرنے کیلئے کہا تھا۔ مگر ہم نہیں ٹھہر سکے کیونکہ پیچھے تمہاری امّاں کو اکیلا چھوڑ آئے تھے۔ نیز نانی امّاں نے بیان کیا کہ جس وقت میں گھر میں آئی تھی میں نے حضرت صاحب کو پیٹھ کی طرف سے دیکھا تھا کہ ایک کمرے میں الگ بیٹھے ہوئے رحل پر قرآن شریف رکھ کر

پڑھ رہے تھے۔ میں نے گھر والیوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب کا چھوٹا لڑکا ہے اور بالکل ولی آدمی ہے۔ قرآن ہی پڑھتا رہتا ہے۔"(سیرت المہدی، جلد اوّل، روایت نمبر 239)

تلاوت قرآن کریم کا طریق

حضرت مرزا شریف احمد صاحب فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بڑی تقطیع کے قرآن شریف پر تلاوت فرما رہے تھے۔ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے اور ہر لفظ پر انگلی رکھتے تھے۔ گویا قرآن شریف کی تلاوت سے جہاں زبان اسکو پڑھنے کی برکت حاصل کر رہی ہے اور آنکھوں کو یہ ثواب ہے کہ وہ اسے دیکھ رہی ہیں اور کان اسے سننے کا اجر پا رہے ہیں۔ وہاں انگلی اور ہاتھ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔"

(ذکر حبیب، تقریر جلسہ سالانہ 1956ء، صفحہ 17-16)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تلاوت قرآن کریم کا اثر

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تلاوت قرآنی کے واقعات عجیب و غریب ہیں اور ان کی متواتر شہادت ان لوگوں سے ملی ہے جنہوں نے بلاواسطہ آپ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ کے کلام میں ایک درد، رقت اور محبت کی لہر ہوتی تھی، باوجودیکہ اس میں موسیقی کا رنگ نہ ہوتا تھا۔ مگر اس میں بے انتہا جذب اور کیف آور لہر ہوتی تھی۔ آپ کے قرآن مجید پڑھنے کے کئی طریق تھے بعض اوقات آپ قرآن مجید کو اس نیت سے پڑھتے تھے جبکہ آپ کو کوئی مضمون لکھنا ہوتا تھا۔ اسکا رنگ بالکل الگ تھا۔ بعض اوقات قرآن مجید کی تلاوت اللہ تعالیٰ سے محبت و عشق کی کیفیت میں ایک ہنگامہ خیز کیف پیدا کرنے کیلئے کرتے تھے اور یہ علی العموم آپ رات کو فرماتے تھے جبکہ دنیا سوئی ہوتی تھی۔ اس وقت آپ گنگنا کر قرآن مجید پڑھتے اور آپ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوتی تھی اور اس کیفیت کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ "حضرت مسیح موعودؑ جب بوجہ بیماری مسجد میں تشریف نہ لے جا سکتے تھے تو اکثر مغرب اور عشاء کی نماز گھر میں باجماعت ادا فرماتے تھے اور عشاء کی نماز میں قریباً بلاناغہ سورہ یوسف کی یہ آیات تلاوت فرماتے مجھے خوب یاد ہے کہ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ سے لے کر اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ تک کی آیات آپؑ اس قدر دردناک لہجہ میں تلاوت فرماتے کہ دل بیتاب ہو جاتا تھا وہ آواز آج تک میرے کانوں میں گونجتی ہے۔"

(تفسیر کبیر، جلد سوم، صفحہ 356)

حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یا حی یا قیوم کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ ایسا ہی حضرت صاحب کرتے۔ عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے۔ (الفضل 3/ جنوری 1931ء)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اول شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع اور سجود میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے۔ (سیرت المہدی، جلد 2، صفحہ 12)

قرآن مجید کو تکلف سے پڑھنے کو ناپسند فرمانا

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایام مقدمات کرم دین میں حضور علیہ السلام کئی کئی روز تک گورداسپور میں ہی رہتے تھے کیونکہ روزانہ پیشی ہوتی تھی۔ تحصیل کے سامنے جو تالاب ہے اسکے جنوب میں مکان کرایہ پر لیا گیا تھا۔ ایک روز حضورؑ مکان کے اوپر کے حصہ میں تھے کہ نیچے والے حصہ میں ایک شخص (صوفی غلام محمد) قرآن کریم تکلف کے لہجہ میں پڑھ رہا تھا۔ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو آواز کو ہی سنوار تا رہتا ہے گویا تکلف سے قرآن کریم پڑھنے کو ناپسند فرمایا۔''

(سیرت المہدی، جلد دوم، روایت 1441)

تلاوت قرآن کریم سننے کا شوق

مکرم شیخ عبدالرحمن صاحب نے اس واقعہ کی مزید وضاحت فرمائی ہے کہ حضور کو قراءت بہت پسند آئی اور وہیں حضور نے فرمایا کہ روزانہ بعد نماز عشاء ہمیں قرآن مجید سنایا کریں۔ قریباً ایک ماہ وہ حضور کو قرآن مجید سناتے رہے۔ (اصحاب احمد، جلد دہم حاشیہ، صفحہ 206)

جب حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت ملی اس وقت ان کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی۔ حافظ صاحب نہایت سقیم حالت میں تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور اپنے ساتھ بلا کر لے گئے اور کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ تو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کیلئے یہ دعوت غیر متوقع تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان چونکہ نہایت ممتاز اور پُرشوکت خاندان تھا اور کسی کو ان کے سامنے کلام کرنے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی حافظ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مہربانی اور شفقت کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور بڑی شکر گزاری سے آپ کی خدمت میں رہنے کیلئے آمادہ ہو گئے۔ حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے، اس نے کہا کہ مرزا جی! (اس وقت ایسا ہی طریق خطاب تھا) مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا۔ کیونکہ میں معذور ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے اور تُو قرآن شریف یاد کیا کر۔ (اصحاب احمد، جلد 13، صفحہ 287)

کثرت سے قرآن کریم پڑھنا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم. اے کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید، مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔''(سیرت المہدی، جلد اوّل، روایت نمبر 190)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں:

''آپؑ کا ایک قرآن شریف مولانا محمد علی صاحب کے پاس بھی ہے جسے آپ نے سترہ سال پڑھا تھا۔ پڑھ پڑھ کر اسکے ورق تک گھسا دیئے ہیں۔ اس کے حاشیہ پر اپنی قلم سے اوامر و نواہی کے نمبر بھی دیئے ہیں۔'' (مجدد اعظم، جلد دوم، صفحہ 1381، شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

قرآن مجید کا بے نظیر حسن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ایک لاثانی موتی ہے اسکا ظاہر بھی نور ہے اسکا باطن بھی نور ہے اور اسکے ہر لفظ اور کلمہ میں نور ہے وہ ایک روحانی جنت ہے جس کے خوشے پھلوں سے جھکے ہوئے ہیں اور اسکے نیچے نہریں بہتی ہیں... اگر قرآن نہ ہوتا تو مجھے میری زندگی کا مزہ نہ آتا۔ میں نے اسکے حسن کو ہزاروں یوسفوں سے بڑھ کر پایا۔'' (ترجمہ از عربی، آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 545)

قرآن کریم پر غور و تدبر

سیرت المہدی میں ایک روایت ہے کہ جب 1907ء میں حضرت ام المومنین لاہور تشریف لے گئیں تو ان کی واپسی کی اطلاع آنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو لانے کیلئے بٹالہ تک تشریف لے گئے۔ بعض اور لوگ بھی حضرت صاحب کے ساتھ ہم رکاب ہوئے۔ حضرت

صاحب پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے جسے آٹھ کہار باری باری اُٹھاتے تھے۔ قادیان سے نکلتے ہی حضرت صاحب نے قرآن شریف کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا اور سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع فرمائی اور میں غور کے ساتھ دیکھتا گیا کہ بٹالہ تک حضرت صاحب سورۂ فاتحہ ہی پڑھتے چلے گئے اور دوسرا ورق نہیں اُلٹا۔

(سیرت المہدی، روایت نمبر 438)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود کی زندگی کا یہ زمانہ (شباب کا زمانہ۔ ناقل) بھی مطالعہ کے انہماک میں گزرا۔ آپ کے وقت کا اکثر حصہ کتب کے مطالعہ میں گزرتا تھا اور سب سے زیادہ انہماک آپ کو قرآن شریف کے مطالعہ میں تھا حتّٰی کہ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں ہم نے آپ کو جب بھی دیکھا قرآن پڑھتے دیکھا۔ آپ کا مطالعہ سرسری اور سطحی رنگ کا نہیں ہوتا تھا بلکہ اپنے اندر ایسا انہماک رکھتا تھا کہ گویا آپ معانی کی گہرائیوں میں دھسے چلے جاتے ہیں۔ زمانۂ ماموریت کے متعلق جبکہ دوسرے کاموں کی کثرت کی وجہ سے مطالعہ کا شغل لازماً کم ہو گیا تھا ایک شخص کا بیان ہے کہ مَیں نے ایک دفعہ آپ کو قادیان سے بٹالہ تک بیل گاڑی میں سفر کرتے دیکھا۔ آپ نے قادیان سے نکلتے ہی قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیا۔ اور بٹالہ پہنچنے تک جس میں بیل گاڑی کے ذریعہ کم و بیش پانچ گھنٹے لگے ہوں گے۔ آپ نے قرآن شریف کا ورق نہیں الٹا۔ اور انہی سات آیتوں (سورۂ فاتحہ) کے مطالعہ میں پانچ گھنٹے خرچ کر دیئے۔''

(سلسلہ احمدیہ، صفحہ 11، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

دیواروں پر قرآنی آیات کا لکھنا اور ان پر غور کرنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیواروں پر قرآنی آیات لکھ رکھی تھیں جن پر غور کرتے رہتے تھے۔ آپ کے بڑے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ آپ بہت کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک قرآن کریم تھا جس پر نشان لگایا کرتے تھے اور آپ نے دس ہزار سے زیادہ مرتبہ قرآن ضرور پڑھا ہے۔ (حیات نبی، صفحہ 108)

قرآن کریم کی تلاوت سے بیماری کا علاج

ایک دفعہ آپ سیر کو تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حافظ محبوب الرحمٰن صاحب تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ قرآن شریف اچھا پڑھتے ہیں اور مَیں نے اسی واسطے ان کو یہاں رکھ لیا ہے کہ ہر روز ان سے قرآن شریف سنا کریں گے۔ مجھے بہت شوق ہے کہ کوئی شخص عمدہ، صحیح، خوش الحانی سے قرآنِ شریف پڑھنے والا ہو تو اس سے سنا کروں۔'' پھر حافظ صاحب موصوف کو مخاطب کر کے حضرتؑ نے فرمایا کہ ''آج آپ سیر میں کچھ سنائیں۔'' چنانچہ تھوڑی دُور جا کر آپ نہایت سادگی کے ساتھ ایک کھیت کے کنارے زمین پر بیٹھ گئے اور تمام خدام بھی زمین پر بیٹھ گئے اور حافظ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے سورۃ دھر پڑھی جس کے بعد آپ سیر کے واسطے آگے تشریف لے گئے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 197، ایڈیشن 1988ء)

ایک دفعہ آپ کے سر میں بہت درد ہو رہا تھا تو آپ علیہ السلام نے حافظ صالح رضی اللہ عنہ سے قرآن سنانے کو کہا چنانچہ جب انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو آپ کے سر درد کو آرام آ گیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جس دن شب کو عشاء کے قریب حسین کامی سفیر روم قادیان آیا اس دن نماز مغرب کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ کو دوران سر کا دورہ شروع ہوا اور آپ شاہ نشین سے نیچے اتر کر فرش پر لیٹ گئے اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضور نے دیر میں سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہو گئے تو آپ نے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحب مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے یہاں تک کہ آپ کو افاقہ ہو گیا۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل، روایت نمبر 462)

تلاوت قرآن کریم سے آنکھوں میں آنسو

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ خدام کے ساتھ سیر کیلئے تشریف لے جارہے تھے اور ان دنوں میں حاجی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پورہ والوں کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستہ کے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ انہوں نے قرآن شریف سنایا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی وفات پر میں نے بہت غور سے دیکھا مگر میں نے آپ کو روتے نہیں پایا حالانکہ آپ کو مولوی صاحب کی وفات کا نہایت سخت صدمہ تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بالکل درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت کم روتے تھے اور آپ کو اپنے آپ پر بہت ضبط حاصل تھا اور جب کبھی آپ روتے بھی تھے تو صرف اس حد تک روتے تھے کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔ اس سے زیادہ آپکو روتے نہیں دیکھا گیا۔'' (سیرت المہدی، جلد اوّل، روایت نمبر 436)

مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب کی روایت ہے کہ ''آپ کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلاتے اور ان کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔ مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد صاحب کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔ میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔'' (سیرت المہدی، جلد 3، صفحہ 93)

اظہار عشق قرآن

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا اور آپ کی قراءت لہردار ہوتی تھی۔ (سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 68)

حضرت مولوی رحیم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ میں قادیان میں آیا۔ حضور جس کمرے میں تشریف رکھتے تھے خاکسار اس کمرے کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور چلا چلا کر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔ حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔

(الحکم 21 / جولائی 1934ء، صفحہ 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو، قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔''

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485)

نیز فرمایا ''سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصل کرنے کا متکفل ہو کر آیا ہے جسکی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزار ہا طور کا تواتر اپنے ساتھ

رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آب حیات ہماری زندگی کیلئے بھرا ہوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں...یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں کو راہ راست سے مناسبت اور ایک قسم کا رشتہ ہے ان کا دل قرآن شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے ان کے دل ہی اس طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے اس محبوب کی طرف جھکتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 381)

نیز فرمایا: ''یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ مَیں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر مَیں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442)

نیز فرمایا: ''مَیں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ مَیں دنیاداری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ مَیں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا۔ نہ وہ کسی انسان کو خدا بناتا اور نہ روحوں اور جسموں کو اسکی پیدائش سے باہر رکھ کر اسکی مذمت اور رنند یا کرتا اور وہ برکت جس کیلئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اسکو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اسکو مالک بنا دیتا ہے۔ پس کیونکر ہم روشنی پا کر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پا کر پھر اندھے بن جاویں۔''

(سناتن دھرم، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 474)

نیز فرمایا: ''ہمارا خداوند کریم کہ جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو خوب جانتا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرّہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اسکے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرّہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن، جلد اوّل، صفحہ 298 حاشیہ در حاشیہ نمبر 2)

''قرآن شریف ایک ایسی پُرحکمت کتاب ہے جس نے طبِ روحانی کے قواعد کلیہ کو یعنی دین کے اصول کو جو دراصل طبِ روحانی ہے طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے جو صدہا معارف اور حقائق کے کھلنے کا دروازہ ہے اور سچی اور کامل تفسیر قرآن شریف کی وہی شخص کرسکتا ہے جو طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ پیش نظر رکھ کر قرآن شریف کے بیان کردہ قواعد میں نظر ڈالتا ہے ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصول علمیہ اور ستّہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے اس سے معلوم ہوا کہ علم الابدان اور علم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں اور اگر خدا نے چاہا اور زندگی نے وفا کی تو میرا ارادہ ہے کہ قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھ کر اس جسمانی اور روحانی تطابق کو دکھلاؤں۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 103-102)

قرآنی تعلیمات جن کا حضور علیہ السلام نے اجمالاً ذکر فرمایا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر قرآن کریم کی تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں یوں بیان فرمایا:

☆ تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اسی نے تمہاری روحوں کو پیدا کیا، وہی تم سب کا خالق ہے۔ اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی۔

☆ آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین

آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش نہیں ہیں، محض خدا کی رحمت ہے۔ کسی کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ میری نیکیوں کے عوض میں خدا نے سورج بنایا زمین بچھائی یا سورج پیدا کیا۔

☆ تو سورج کی پرستش نہ کر۔ تو چاند کی پرستش نہ کر۔ تو آگ کی پرستش مت کر۔ تو پتھر کی پرستش مت کر۔ تو مشتری ستارے کو مت پوجا کر۔ تو کسی آدم زاد یا اور کسی جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کہ یہ سب چیزیں تیرے ہی نفع کیلئے میں نے پیدا کی ہیں۔

☆ بجز خدا تعالیٰ کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر کہ سب تعریفیں اسی کی طرف راجع ہیں۔ بجز اسکے کسی کو اس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھ سے تیری رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔

☆ تو اس کو ایک سمجھ کہ جس کا کوئی ثانی نہیں۔ تو اس کو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہیں۔ تو اسکو رحیم اور فیاض سمجھ کہ جسکے رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہیں۔

☆ تو سچ بول اور سچی گواہی دے، اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ماں پر ہو یا کسی اور پیارے پر ہو۔

☆ تو خون مت کر، کیونکہ جس نے ایک بے گناہ کو مار ڈالا وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے سارے جہان کو قتل کر دیا۔

☆ تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر۔ تو اپنے نفس کو آپ قتل نہ کر تو کسی قاتل یا ظالم کا مددگار مت ہو۔ تو زنا مت کر۔

☆ تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کا ناحق باعثِ آزار ہو۔

☆ تو قمار بازی نہ کر تو شراب مت پی تو سود مت لے اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے۔ وہی دوسرے کیلئے کر۔

☆ تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

☆ تم اپنی عورتوں کو میلوں اور محفلوں میں مت لیجو اور ان کو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں وہ ننگی نظر آویں۔ تم اپنی عورتوں کو زیور چھنکاتے ہوئے خوش اور نظر پسند لباس میں کوچوں اور بازاروں اور میلوں کی سیر سے منع کرو۔ اور ان کو نامحرموں کی نظر سے بچاتے رہو۔ تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں ان کو پختہ کرو اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

☆ تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے، تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو تو سچی گواہی دیدے اور جب تیرے نام حاکم کی طرف سے بغرض ادا کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو۔ تو خبر دار حاضر ہونے سے انکار مت کیجو اور عدول حکمی مت کریو۔

☆ تو خیانت مت کر تو کم وزنی مت کر اور پورا پورا تول۔ تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بدل۔ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریر میں جعل سازی نہ کر۔ تو کسی پر تہمت مت لگا اور کسی کو الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

☆ تو چغلی نہ کر، تو گلہ نہ کر اور جو تیرے دل میں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

☆ تیرے پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا، بھائی کا حق ہے، محسن کا حق ہے، سچے دوست کا حق ہے، ہمسایہ کا حق ہے، ہموطنوں کا حق ہے، تمام دنیا کا حق ہے۔ سب سے رتبہ بہ رتبہ ہمدردی سے پیش آ۔

☆ شرکاء کے ساتھ بدمعاملگی مت کر یتیموں اور ناقابلوں کے مال کو خورد برد مت کر۔

☆ اسقاط حمل مت کر۔ تمام قسموں زنا سے پرہیز کر کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے کیلئے اس پر بہتان مت لگا۔

☆ رو بخدا ہو اور رو بدنیا نہ ہو کہ دنیا ایک گذر جانے والی چیز ہے اور وہ جہان ابدی جہان ہے۔ بغیر ثبوت کامل کے کسی پر نالائق تہمت مت لگا کہ دلوں اور کانوں اور آنکھوں سے قیامت کے دن مواخذہ ہو گا۔

☆ کسی سے کوئی جبراً چیز مت چھین اور قرض کو عین وقت پر ادا کر اور اگر تیرا قرض دار نادار ہے تو اس کو قرض بخش دے اور اگر اتنی طاقت نہیں۔ تو قسطوں سے وصول کر لیکن تب بھی اسکی وسعت و

طاقت دیکھ لے۔

☆ کسی کے مال میں لاپرواہی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کاموں میں لوگوں کو مدد دے۔

☆ اپنے ہم سفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان کے ساتھ تواضع سے پیش آ۔سوال کرنے والے کو خالی مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کر۔''

(ماخوذ از حیاتِ احمد، از حضرت یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ)

قرآن کریم کی عظمت و صداقت کی تڑپ

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب آپ کے دعویٰ مسیح موعود علیہ السلام سے قبل کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور یہ ان کی تحقیق کا نچوڑ ہے۔

اس وقت آپ کے مشاغل بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔آپ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبر اور تفکر کی بہت عادت تھی۔اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپ کو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی اور اس تلاوت اور پُرغور مطالعہ نے آپ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کیلئے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا۔جو علم کلام آپ کو دیا گیا اس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی۔غرض ایک تو قرآن مجید کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور اسکی عظمت اور صداقت کے اظہار کیلئے ایک رو بجلی کی طرح آپ کے اندر دوڑ رہی تھی۔

(حیات احمد، صفحہ 136-135)

اپنوں اور غیروں کو قرآن پڑھانے میں خوشی

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے حضرت مولانا نورالدین صاحب سے قرآن پڑھنے اور ان کے درس میں بیٹھنے کی بہت تاکید فرماتے تھے بلکہ خود بھی مجھے پڑھایا کرتے تھے اور قرآن شریف کے مطالب سمجھایا کرتے تھے۔(تذکرۃ المھدی، صفحہ 174) دعویٰ سے پہلے قیام سیالکوٹ کے دوران آپ مرزا نظام الدین صاحب اور ایک ہندو وکیل بھیم سین کو قرآن پڑھاتے تھے اس نے تقریباً 14 پارے حضور سے پڑھے تھے (تذکرہ، صفحہ 694) حضرت حکیم فضل دینؓ کی خواہش پر ان کو اور حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ کو بھی قرآن کا کچھ حصہ پڑھایا تھا۔(سیرۃ المھدی، روایت نمبر 653)

قرآن کی عزت و عظمت کیلئے غیرت

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت ایک باپ کے نہایت شفیق اور مہربان تھے۔کبھی پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگ بچوں کو ماریں۔پھر اپنی اولاد کو جو خدا تعالیٰ کے نشانات میں سے تھی ہر طرح دلداری فرماتے تھے... باوجود اس قدر نرمی اور شفقت علی الاولاد کے جب قرآن مجید کا کوئی معاملہ پیش آجاتا تو بچوں کی کوئی حقیقت آپؑ کے سامنے نہ رہتی تھی۔ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں مبارک احمد اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا سے جبکہ وہ بہت چھوٹے بچے تھے، قرآن مجید کی بے ادبی ہوگئی۔اس وقت آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ انگلیوں کے نشان اسکے گلاب جیسے رخسار پر نمایاں ہوگئے۔(ایک روایت کے مطابق مونہہ پر نہیں کاندھے پر چپت لگاتے ہوئے پرے کیا تھا) اور فرمایا اس کو میری آنکھوں کے آگے سے ہٹالو۔یہ اب ہی قرآن شریف کی بے ادبی کرنے لگا ہے تو پھر کیا ہوگا۔''

(حیات احمد، جلد اوّل حصہ دوم، صفحہ 174)

مضمون یا کتاب لکھنے کیلئے قرآن کو مقدم رکھنا

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اور لوگ تو کوئی مضمون لکھیں تو مختلف کتابیں دیکھتے اور ادھر ادھر سے اپنے مطلب کی باتیں اخذ کرکے مضمون لکھتے ہیں اور کبھی قرآن شریف کو بھی دیکھ لیتے ہیں لیکن حضرت صاحب کو میں نے دیکھا ہے۔مضمون

لکھنا ہو یا کوئی کتاب تو اس سے قبل آپ بالضرور مقدم طور پر قرآن شریف کو پڑھتے اور اکثر دفعہ میں نے دیکھا کہ سارے کا سارا قرآن شریف پڑھتے اور خوب غور وخوض فرماتے پھر کچھ لکھتے گویا آپ کی ہر تحریر قرآن شریف پر مبنی ہوتی جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ لکھا وہ قرآن ہی کے مطالب بیان کئے۔

اگرچہ سارے قرآن شریف کے ساتھ آپ کو تعلق تھا لیکن بالخصوص سورہ فاتحہ کے ساتھ آپ کو بہت تعلق تھا۔ کوئی مضمون ایسا نہیں جس میں آپ نے سورہ فاتحہ سے کچھ نہ کچھ استنباط اور استدلال کر کے پیش نہ کیا ہو۔ اعجاز المسیح نام ایک کتاب سورہ فاتحہ کی تفسیر میں عربی زبان میں لکھی۔ ایسا ہی براہین احمدیہ میں بھی ایک حصہ سورہ فاتحہ کی تفسیر پر صَرف فرمایا اور اور جگہوں پر بھی بالخصوص اسکی تفسیر و مطالب کو بیان فرمایا۔ (الفضل 15/ جنوری 1926ء)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف کی گواہی

حضرت مرزا صاحب تمام اوقات خدائے عزوجل کی عبادت میں گزارتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں یا قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں یا دوسرے ایسے ہی دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور دین اسلام کی حمایت پر اس طرح کمر ہمت باندھی ہے کہ ملکہ زماں لندن کو بھی دین محمدی... قبول کرنے کی دعوت دی ہے اور روس اور فرانس اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں کو بھی اسلام کا پیغام بھیجا ہے اور ان کی تمام ترسعی و کوشش اس بات میں ہے کہ وہ لوگ عقیدہ تثلیث وصلیب کو جو کہ سراسر کفر ہے چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کرلیں۔

(اشارات فریدی، جلد 3 صفحہ 69)

منشی عبد الواحد صاحب کی گواہی

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے فرماتے ہیں: منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حاجی ولی اللہ جو ہمارے قریبی رشتہ دار تھے اور کپورتھلہ میں سیشن جج تھے۔ اُن کے ایک ماموں منشی عبد الواحد صاحب ایک زمانہ میں بٹالہ میں تحصیلدار ہوتے تھے۔ منشی عبد الواحد صاحب بٹالہ سے اکثر اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو ملنے کیلئے جایا کرتے تھے اور وہ بیان کرتے تھے کہ اس وقت حضرت صاحب کی عمر 15/14 سال کی ہوگی اور بیان کرتے تھے کہ اس عمر میں حضرت صاحب سارا دن قرآن شریف پڑھتے رہتے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور مرزا غلام مرتضیٰ صاحب حضرت صاحب کے متعلق اکثر فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا کسی سے غرض نہیں رکھتا۔ سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔ منشی عبد الواحد صاحب قادیان بہت دفعہ آتے جاتے تھے۔ اُن کا بیان تھا کہ میں نے حضرت صاحب کو ہمیشہ قرآن شریف پڑھتے دیکھا ہے۔ (سیرۃ المہدی)

حضرت مسیح موعودؑ کے قرآن سے عشق کی غیروں نے گواہی دی

آپ کے بچپن کے ساتھی لالہ ملاوامل کی گواہی ہے۔ آپ کو قرآن سے بھی خاص عشق تھا۔ آپ ہمیشہ رات کو دو تین بجے کے قریب اٹھتے اور نماز شروع کر دیتے بہت اطمینان سے نماز پڑھ کر پھر قرآن شریف پڑھتے۔ پھر صبح کی نماز پڑھتے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر سو جاتے۔ اس سونے کو آپ نوری ٹھونکا کہتے۔ اس کے بعد سیر کو جاتے اور سیر میں بھی دینی باتوں میں مصروف رہتے۔ (الفضل 24/ دسمبر 1935ء صفحہ 5)

قرآن کی محبت میں عربی، فارسی اور اردو کے منظوم کلام

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

’’آپؑ کے مشاغل بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔ آپؑ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپؑ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبر اور تفکر کی بہت عادت تھی۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔ اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپؑ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپکو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی۔ اسی تلاوت اور پُرغور مطالعہ

نے آپ کے اندر قرآن مجید کا ایک بحرِ ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا۔ جو علم کلام آپ کو دیا گیا اس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی... غرض ایک تو قرآن مجید کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور اسکی عظمت اور صداقت کے اظہار کیلئے ایک رَو بجلی کی طرح آپ کے اندر دوڑ رہی تھی۔ جسکا ظہور بہت جلد ہو گیا۔ قرآن مجید کے ساتھ محبت اور عشق کے اظہار میں آپ کا فارسی، عربی، اردو کلام شاہد ناطق ہے۔ ایسے رنگ اور اسلوب سے قرآن کریم کی مدح کی ہے کہ دوسروں کو وہ بات نصیب نہیں ہوئی۔

(حیات احمد، جلد اوّل، صفحہ 173-172)

نمونہ عربی کلام

وَإِذَا اَرَى وَجْهًا بِاَنْوَارِ الْجَمَالِ مُصَبَّغَا
فَدَرَى الْمُعَارِضُ اَنَّهُ اَلْغَا الْفَصَاحَةَ اَوْ لَغَا

اور جب قرآن نے اپنا ایسا چہرہ دکھایا جو انوار جمال سے رنگین تھا تو معارض سمجھ گیا کہ وہ قرآن کے معارضہ میں فصاحت بلاغت سے دور ہے اور لغو بک رہا ہے۔

مَنْ كَانَ ذَا عَيْنِ النُّهٰى فَإِلٰى مَحَاسِنِهِ صَغٰى
إِلَّا الَّذِیْ مِنْ جَهْلِهِ اَبْغَى الضَّلَالَةَ اَوْ بَغٰى

جو شخص عقلمند تھا وہ قرآن کے محاسن کی طرف مائل ہو گیا ہاں وہ باقی رہا جو گمراہی کا مددگار بنا اور ظلم اختیار کیا۔

نورٌ عَلٰى نُوْرٍ هُدًى يَوْمًا فَيَوْمًا فِي الثَّغَا
مَنْ كَانَ مُنْكِرَ نُوْرِهِ قَدْ جِئْتُهُ مُتَفَرِّغَا

اسکی ہدایتیں نورٌ علیٰ نور ہیں اور دن بدن وہ نور زیادتی میں ہے اور جو شخص اسکے نور کا منکر ہے میں اسی کیلئے فارغ ہو کر آیا ہوں۔

نمونہ اردو کلام

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

نمونہ فارسی کلام

این روشنی و لمعان شمس الضحیٰ ندارد

یہ روشنی اور چمک (جو قرآن میں ہے) دوپہر کے وقت چمکنے والے سورج میں بھی نہیں ہے۔

وایں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ

اور یہ دلبری اور خوبی (جو قرآن میں ہے) کسی نے چاند میں بھی نہیں دیکھی۔

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا

یوسف علیہ السلام کنویں کی گہرائی میں تن تنہا پڑے رہے۔

وایں یوسفے کہ تن ہا از چاہ بر کشیدہ

اور اس یوسف (یعنی قرآن کریم کے جمال) نے کئی لوگوں کو کنویں سے باہر نکالا ہے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 304 حاشیہ در حاشیہ نمبر 2)

قرآن پڑھنے والا خدا کا عاشق ہو جاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اخلاق کے بیان میں ہے اور اسکے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہزار ہا عاشق بنائے اور میں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں۔'' (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 431)

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عشق محض محبوبانہ نہیں تھا کہ صرف قرآن شریف کو دیکھ کر اسکے حسن کے گھائل ہو گئے بلکہ عارفانہ تھا کہ ایک وسیع و عریض مطالعہ کے بعد آپ کے دل نے اس کی عظمتوں کی گواہی دی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم کی عظمت اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے اسکے موتیوں کو اپنی زندگیوں میں پرونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب اس کے حقیقی عاشق ہو جائیں۔ آمین۔

❁❁❁

رغبتِ دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ اَحکام نہ ہو
پاس ہو مال تو دو اُس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایّام نہ ہو

(شعبہ تربیت نومبائعین خدام الاحمدیہ قادیان)

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

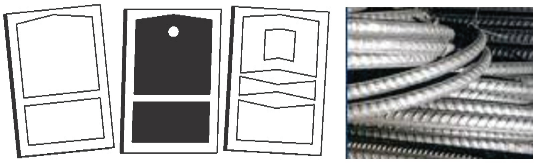

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

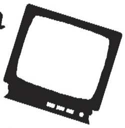

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

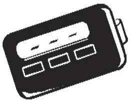
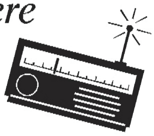

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (البقرہ:255)

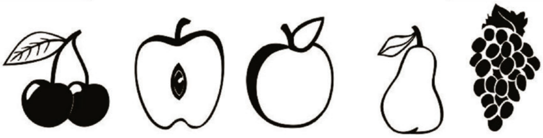

AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

ارشادات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ... خدام کے لیے مشعلِ راہ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

اکثر نوجوان، کم عمری، طبیعت میں تیزی اور زندگی کی حقیقتوں سے نا آشنا ہونے کے باعث عمر کا اہم حصہ دنیا کے کباڑخانے میں ضائع کر دیتے ہیں۔ ایک خادم ہونے کے ناطے مجھے بھی نوجوانوں کے مسائل اور ان کے حل پر متفرق کتب، مضامین، ویڈیوز اور Podcasts سے گذرنے کا موقع ملا۔ لیکن جب مشعل راہ جلد اول کا مطالعہ شروع کیا تو ایک نیا عالم سامنے آیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جس طرح نوجوانوں کی فطرت ور جحانات کو سمجھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے نوجوانوں کی جسمانی، اخلاقی، شعوری اور روحانی تعمیر کے لیے دن رات ایک کر کے قدم قدم پر نوجوانوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر کامیابی کی شاہ راہ پر گامزن کیا۔ آپ نے ذیلی تنظیموں کی بنیاد رکھی تو Anatomy اور Biology کی کتب کا بغور مطالعہ کیا۔ آپ نے جسمانی تخلیق، جسمانی رجحانات، جسمانی ضروریات، جسمانی بیماریاں اور جسمانی علاج پر عمیق تدبر و تفکر کے بعد ذیلی تنظیموں کو قائم کیا۔ جسم اور روح میں ایک گہرا ربط ہے اسی لیے جسمانی ضروریات کو سمجھنے کے ساتھ روحانی ضروریات کا بھی عرفان ملا۔ آپ کی نوجوان نسل کو ہدایات آج بھی اسی طرح قابل عمل و آب حیات ہیں جس طرح ۹۰ یا ۱۰۰/ سال قبل۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ ۲۵/ سال کی عمر میں خلیفہ بنے اور ۵۲/ سال اس فریضہ کو بخوبی نبھایا۔ آپ نے لگ بھگ چار سے پانچ نسلوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھتے دیکھا۔ ان کی تعلیم و تربیت جس رنگ میں آپ نے کی اس کی کچھ جھلکیاں اس مضمون میں پیش کرنا مقصود ہے۔

۱۹۳۸ء میں قادیان کے دس نوجوانوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی منظوری سے ایک انجمن، مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی۔ آغاز میں اس مجلس کا منشور اسلام احمدیت و خلافت احمدیہ پر اٹھتے اعتراضات کے مدلل جوابات تصنیف و اشاعت کرنا تھا۔ اس کو توسیع دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ”تمہارا کام بے شک یہ ہے کہ تم دشمن سے لڑو۔ مگر تمہارا فرض ہے کہ امام کے پیچھے ہو کر لڑو پس کوئی نیا پروگرام بنانا تمہارے لئے جائز نہیں۔ پروگرام تحریک جدید کا ہی ہوگا اور تم تحریک جدید کے والنٹیرز ہو گے تمہارا فرض ہوگا کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔ تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی کی نوجوانوں میں عادت پیدا کرو۔ تم تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرو۔“ (صفحہ ۲۸۔ ۲۹)

ابتدا میں دو سال کے لیے خدام الاحمدیہ قائم ہوئی۔ پھر اس کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایک مستقل مجلس بن کر سامنے آئی۔ شروع دن کی مشکلات میں سے عہدیداروں کے لیے ایک بڑی مشکل نوجوانوں کو مجلس کے کاموں میں شامل کرنا تھا۔ بعض شکایات موصول ہونے پر آپؓ نے فرمایا: ”ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ شامل کریں جو واقعی میں کام کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ بعض طبائع صرف چوہدری بننا چاہتی ہیں۔ کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا۔“ نیز فرمایا: ”ان کا تعداد پر بھروسہ نہ ہو بلکہ کام کرنا ان کا مقصود ہو... یہ سوال نہیں کہ تمہارے دس ممبر ہیں۔ یا بیس۔ یا پچاس یا سو۔ اگر مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک سیکرٹری یا پریذیڈنٹ ہی کہیں (کسی۔ مرتب) ہاتھ میں لے لے اور گلیوں کی صفائی کرتا پھرے۔ یا لوگوں کو نماز کے لئے بلائے۔ یا کوئی غریب بیوہ جس کے گھر سودا لا کر دینے والا کوئی نہیں اسے سودا لا کر

دے دیا کرے۔ تو بے شک پہلے لوگ اسے پاگل کہیں گے مگر چند دنوں کے بعد اس سے باتیں شروع کر دیں گے۔ پھر انہی میں سے بعض لوگ ایسے نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم بھی آپ کے کام میں شریک ہو جائیں۔ اس طرح وہ ایک سے دو ہوں گے، دو سے چار ہوں گے اور بڑھتے بڑھتے ہزاروں نہیں لاکھوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ تو نیک کام کرتے وقت کبھی یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ کتنے آدمی اس میں شریک ہیں''۔ (صفحہ ۲۳) ''تم اگر نیک کاموں میں سرگرمی سے مشغول ہو جاؤ تو میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا... یہ ممکن ہی نہیں کہ تم نیک کام کرو اور خدا تمہیں قبولیت نہ دے''۔ (صفحہ ۲۷)

''پس یہ مت خیال کرو کہ تمہارے ممبر کم ہیں یا تم کمزور ہو۔ بلکہ تم یہ سمجھو کہ ہم جو خادم احمدیت ہیں ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ تب بے شک تم کو خدا تعالیٰ کی طرف ایسی طاقت ملے گی جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا۔ پس تم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید وجود بناؤ... تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی کے اخلاق کتنے بلند ہوتے ہیں۔'' (صفحہ ۳۰) ''اگر تم یہ کام کرو تو گو دنیا میں تمہارا نام کوئی جانے یا نہ جانے۔ (اور اس دنیا کی زندگی کی حقیقت ہے ہی کیا۔ چند سال کی زندگی ہے اور بس) مگر خدا تمہارا نام جانے گا۔ اور جس کا نام خدا جانتا ہو اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔'' (صفحہ ۳۱)

نوجوانوں کی ایک خاص رنگ میں تعلیم و تربیت کرنے کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے ساتھ ہی، آغاز کے اپنے پانچ، چھ خطبات میں نو ایسے امور کی طرف توجہ دلائی جس نے مجلس خدام الاحمدیہ میں ایک نئی روح پھونک دی۔ آیئے ان ۹/امور پر، حضرت مصلح موعودؓ کے اپنے الفاظ میں ہی، قدرے تفصیل سے نظر ڈالتے ہیں۔

اول قومی روح۔ جماعتی کاموں کے لیے قربانی کا مادہ پیدا کرنا

''خدام الاحمدیہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ قومی اور ملی روح کا پیدا کرنا ان کے ابتدائی اصول میں سے ہے... نبوت کی پہلی غرض ملی روح کا پیدا کرنا تھا... ملی روح کا سبق وہ سبق ہے جو ہمارے پہلے روحانی باپ نے دیا اور سب سے پہلا الہام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا وہ ملی روح کے لئے ہی تھا یعنی یٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ وَ زَوۡجُکَ الۡجَنَّۃَ اے آدم تو اور تیرے ساتھی جنت میں رہو۔ یعنی اکٹھے مل کر تعاون کے ساتھ رہو اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کرو۔'' (صفحہ ۹۹) ''جماعتی نظام کو نمایاں کرو اور شخصی وجود کو اس کے تابع رکھو۔ اور دراصل اس کے بغیر حقیقی تعاون کبھی ہو نہیں سکتا۔ حقیقی تعاون کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ انسان شخصی آزادی کو قربان کر دے۔'' (صفحہ ۹۹) ''انسان کو اختیار اور طاقت حاصل ہو، رتبہ حاصل ہو، روپیہ موجود ہو، مگر وہ ان کے متعلق اپنے اختیارات پر خود قیدیں لگا دے۔ روپیہ خرچ کرنے کے لئے موجود ہو مگر کم خرچ کرے یا اسے دوسروں کے لئے خرچ کرنے لگے...... انسان کے اندر یہ بات پیدا ہو جائے کہ جہاں میری ذات کا مفاد میری قوم کے مفاد سے ٹکرائے وہاں قومی مفاد کو مقدم کروں گا اور اپنی ذات کو نظر انداز کر دوں گا اور جب کسی جماعت میں یہ پیدا ہو جائے تو وہ کسی سے ہارتی نہیں۔'' (صفحہ ۱۰۰)

دوم: اسلامی تعلیم سے واقفیت پیدا کرنا

''دوسری بات جو انہیں اپنے پروگرام میں شامل کرنی چاہیے وہ اسلامی تعلیم سے واقفیت پیدا کرنا ہے۔ یہ ایک مذہبی انجمن ہے سیاسی نہیں اور اس لئے اصل پروگرام یہی ہے۔ باقی چیزیں تو ہم حالات اور ضروریات کے مطابق لے لیتے ہیں یا ملتوی کر دیتے ہیں۔'' (صفحہ ۱۰۳)

''خدام الاحمدیہ کا اہم فرض یہ ہے کہ اپنے ممبروں میں قرآن کریم با ترجمہ پڑھنے اور پڑھانے کا انتظام کریں... قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنا ان کے پروگرام کا خاص حصہ ہونا چاہیے۔'' (صفحہ ۱۰۴) ''حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں پڑھنے کے لئے کہا جائے اور پھر ان کا امتحان لیا جائے۔'' (صفحہ ۲۹) ''یہ نہ ہو کہ تم اپنی کتابیں پڑھنی چھوڑ دو اور دوسروں کی کتابیں پڑھنے میں ہی مشغول ہو جاؤ۔ پہلے اپنے سلسلہ کی کتابیں پڑھو۔ ان کو یاد کرو۔ ان کے مضامین کو ذہن نشین کرو اور جب تم اپنے عقائد میں

پختہ ہو جاؤ تو مخالفوں کی کتابیں پڑھو۔" (صفحہ ۲۳۳)

سوم: آوارگی اور بیکاری کا ازالہ کرنا

"تیسری بات جو ان کے پروگرام میں ہونی چاہیے وہ آوارگی کا مٹانا ہے۔ آوارگی بچپن میں پیدا ہوتی ہے اور یہ سب بیماریوں کی جڑھ ہوتی ہے۔ اس کی بڑی ذمہ داری والدین اور استادوں پر ہوتی ہے۔ وہ چونکہ احتیاط نہیں کرتے، اس لئے بچے اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو رسول کریمؐ نے اس کے مٹانے کے لئے کتنا انتظام کیا ہے کہ فرمایا بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان اور تکبیر کہی جائے اور اس طرح عمل سے بتا دیا کہ بچہ کی تربیت چھوٹی عمر سے شروع ہونی چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بچوں کو مساجد اور عید گاہوں میں ساتھ لے کر جانا چاہیے۔ خود آپ کا اپنا طریق بھی یہی تھا۔ آج کل تو یہ حالت ہے کہ سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان بھی بے ہودہ حرکت کرے تو والدین کہہ دیتے ہیں کہ ابھی "نیانا" یعنی کم عمر ہے۔ لیکن ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عباسؓ حدیثیں سناتے ہیں جبکہ ان کی عمر صرف تیرہ سال کی ہے... یہ بات کیوں تھی اس لئے کہ ماں باپ نے شروع میں ہی ان کو علم کے حصول میں لگا دیا تھا۔ مگر ہمارا "نیانا پن" یعنی بچپن اٹھارہ بیس سال تک نہیں جاتا۔" (صفحہ ۱۰۴) "میری تعلیم تو کچھ بھی نہ تھی لیکن یہ بات تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں جا بیٹھتا تھا حضرت خلیفہ اول کی مجلس میں چلا جاتا تھا۔ کھیلا بھی کرتا تھا۔ مجھے شکار کا شوق تھا۔ فٹ بال بھی کھیل لیتا تھا۔ لیکن گلیوں میں بیکار نہیں پھرتا تھا... خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ بچوں سے آوارگی کو دور کریں۔" (صفحہ ۱۰۵) "بچہ کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھنا چاہیے۔ میں کھیل کو بھی کام ہی سمجھتا ہوں، یہ کوئی آوارگی نہیں۔ آوارگی میرے نزدیک فارغ اور بیکار بیٹھنے کا نام ہے یا اس چیز کا کہ گلیوں میں پھرتے رہے... بچے یا پڑھیں یا کھیلیں یا کھائیں اور یا سوئیں۔ کھیل آوارگی نہیں۔ اس لئے اگر وہ دس گھنٹے بھی کھیلتے ہیں تو کھیلنے دو۔ اس سے ان کا جسم مضبوط ہو گا اور آوارگی بھی پیدا نہ ہو گی۔" (صفحہ ۱۰۷)

"ایک دفعہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ایک شخص نے خواب میں ہی مجھے کہا کہ فلاں شخص ورزش کر کے وقت ضائع کر دیتا ہے اور میں رؤیا میں ہی اسے جواب دیتا ہوں کہ یہ وقت کا ضیاع نہیں۔ جب کوئی اپنے قویٰ کا خیال نہیں رکھتا تو دینی خدمات میں پوری طرح حصہ نہیں لے سکتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سبق دیا تھا کیونکہ مجھے ورزش کا خیال نہیں تھا۔ تو ورزش بھی کام ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ مونگریاں اور مگدر پھیرا کرتے تھے بلکہ وفات سے سال دو سال قبل مجھے فرمایا کہ کہیں سے مونگریاں تلاش کرو۔ جسم میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔" (صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

چہارم: اچھے اخلاق پیدا کرنا

"چوتھی بات بیان کرتا ہوں جو یہ ہے کہ اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اچھے اخلاق میں سے میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے وہ سچ اور دیانت ہیں۔" (صفحہ ۱۱۳) "تم ہندوستان کی تاریخ کو پڑھ جاؤ۔ اتنے بڑے وسیع ملک کا انگریزوں کے ماتحت آجانا محض بددیانتی کی وجہ سے تھا... کسی جگہ پر تو شہزادوں کو رشوت دے دی جاتی ہے کہ اگر تم اپنے باپ یا بھائی سے بغاوت کرو تو ہم تم کو اس کی جگہ گدی پر بٹھا دیں گے... کسی جگہ وزراء کو یہ امید دلا دی جاتی ہے کہ ہم تمہاری ایک ریاست قائم کر دیں گے یا تم کو اس ریاست کا قبضہ دے دیں گے یا اور کوئی بڑا عہدہ دے دیں گے اور وہ ننگ انسانیت اس رشوت کو قبول کر لیتے ہیں اور انہی چالبازیوں کے ساتھ اور انہی رشوتوں کے ذریعہ یورپین اقوام جو نہایت قلیل تعداد میں ہندوستان میں آئیں، ہندوستان کے ایک گوشہ سے بھرے ہوئے بادل کی طرح بڑھنا شروع کر دیتی ہیں اور سارے ملک پر چھا جاتی ہیں... اس تمام فتح اور شکست کی تہ میں ایک وجہ نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ بڑے بڑے وزراء اور افسر رشوت خور تھے یا وہ کسی اور لالچ میں آجاتے تھے۔ اگر یہ بددیانتی نہ ہوتی تو کبھی ہندوستان پر انگریزی حکومت قائم نہ ہو سکتی۔" (صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۴)

"مکہ مکرمہ میں سب سے زیادہ حج کے لئے جانے والے ہندوستانی ہی ہوتے ہیں مگر جانتے ہو وہاں ہندوستانی کا کیا نام ہے؟ وہاں ہندوستانی

کو بطال کہا جاتا ہے یعنی وہ سخت جھوٹا اور بد دیانت ہوتا ہے۔ جب بھی کسی ہندوستانی کا ذکر ان کے سامنے آئے گا وہ کہیں گے ہندی بطال...‘‘(صفحہ ۱۱۷)’’پس میں خدام الاحمدیہ سے کہتا ہوں ... تم نوجوانوں میں قومی دیانت بھی پیدا کرو، تم نوجوانوں میں تجارتی دیانت بھی پیدا کرو اور تم نوجوانوں میں اخلاقی دیانت بھی پیدا کرو۔‘‘ (صفحہ ۱۱۹تا۱۲۰)

تجارتی دیانت

’’جس طرح ہر تاجر کا فرض ہے کہ وہ تجارت میں دیانتداری سے کام لے اسی طرح ہر ملازم کا بھی فرض ہے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ کام کرے۔‘‘(صفحہ ۱۲۰)’’تجارتی دیانت کی بھی ہمارے آباء میں مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ تاریخوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص گھوڑے کو فروخت کرنے کے لئے بازار میں لایا اور اس نے کہا کہ اس کی پانچ سو درہم قیمت ہے۔ ایک صحابی نے اس کو دیکھا اور پسند کیا اور کہا کہ میں یہ گھوڑا لیتا ہوں مگر اس کی قیمت میں پانچ سو درہم نہیں بلکہ دو ہزار درہم دوں گا کیونکہ یہ گھوڑا نہایت اعلیٰ قسم کا ہے اور اس کی قیمت اتنی تھوڑی نہیں جتنی تم بتاتے ہو۔ اس پر گھوڑا بیچنے والا اصرار کرنے لگا کہ میں پانچ سو درہم لوں گا اور گھوڑا خریدنے والا اصرار کرنے لگا کہ میں دو ہزار درہم دوں گا۔ ایک کہتا کہ اے شخص تجھے گھوڑے کی پہچان نہیں یہ گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے اور دوسرا کہتا کہ میں صدقہ لینا نہیں چاہتا، میں اپنے گھوڑے کو جانتا ہوں اس کی قیمت پانچ سو درہم ہی ہے۔ اس کے کتنا الٹ نظارہ آج دنیا میں نظر آتا ہے۔ وہاں تو یہ تھا کہ چیز خریدنے والا قیمت بڑھاتا تھا اور بیچنے والا قیمت گراتا تھا اور یہاں یہ حال ہے کہ دو دو آنے کی چیز بعض دفعہ دس دس روپے میں فروخت کی جاتی ہے۔‘‘(صفحہ ۱۲۲)

اخلاقی دیانت

’’اخلاقی دیانت کے معنے یہ ہیں کہ باوجود اس کے کہ اپنے قول کی پچ کرنے پر تم کو نقصان پہنچتا ہو اپنے قوم کی پچ کرتے ہوئے نقصان اٹھا کر بھی اپنے قول کو پورا کرو اور اسے ضائع نہ ہونے دو۔ ایک قصہ مشہور ہے جو گو ہماری ہی قوم کا ہے مگر افسوس ہے کہ ہماری روایتیں بھی ہمارے ذریعہ محفوظ نہیں بلکہ انگریزوں کے ذریعہ محفوظ ہیں۔ جب ہم مدرسہ میں پڑھا کرتے تھے، اس وقت ریڈیو میں ایک یوسف ہسپانی کا قصہ آتا تھا جو اخلاقی دیانت کی بہترین مثال ہے۔ یوسف سپین کا ایک مشہور تاجر اور رئیس تھا۔ ایک دفعہ کسی شخص نے اس کے اکلوتے لڑکے کو قتل کر دیا۔ یوسف کو اس کا علم نہیں تھا کہ اس کا لڑکا مارا گیا ہے۔ پولیس اس قاتل کے پیچھے بھاگی اور وہ قاتل آگے آگے بھاگا۔ دوڑتے دوڑتے وہ شخص اسی مکان کے اندر آ گیا جہاں یوسف رہتا تھا اور اس سے کہنے لگا کہ مجھے پناہ دو۔ پولیس میرے تعاقب میں آرہی ہے۔ اسے معلوم نہ تھا کہ میں نے اسی شخص کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور یوسف کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ میرے بیٹے کا قاتل ہے۔ عربوں کا یہ ایک خاص قومی کیریکٹر ہے کہ جب ان کے گھر میں کوئی شخص آکر ان سے پناہ کا طلب گار ہو تو وہ انکار نہیں کر سکتے اور اسے ضرور پناہ دے دیتے ہیں۔ یوسف نے بھی کہا کہ بہت اچھا تم میری پناہ میں ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد پولیس والے آئے اور انہوں نے پوچھا کہ یہاں کوئی شخص دوڑتے دوڑتے آیا ہے وہ ایک شخص کا قاتل ہے اور ہم اسے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ یوسف نے کہا یہاں تو کوئی نہیں۔ دراصل یوسف نے اسے ادھر ادھر گھر میں کہیں کھسکا دیا تھا۔ اس طرح اپنی بات بھی سچی کر لی اور واقعہ بھی ظاہر نہ ہونے دیا چنانچہ پولیس واپس چلی گئی۔ تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ نوکر اس کے لڑکے کی لاش اٹھا کر پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ اسے ابھی کسی شخص نے قتل کر دیا ہے۔ وہ اپنے لڑکے کی لاش دیکھتے ہی ساری حقیقت سمجھ گیا اور بھانپ گیا کہ جس شخص کو میں نے پناہ دی ہے وہی میرے لڑکے کا قاتل ہے مگر اس کے اندر کوئی لغزش پیدا نہ ہوئی اور اس نے پھر بھی پولیس کو نہ بتایا کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہے اسے میں نے فلاں جگہ چھپا رکھا ہے۔ جب لوگ ادھر ادھر ہو گئے تو وہ اس شخص کے پاس گیا اور اسے کہا کہ جس شخص کو تم نے مارا ہے وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے مگر چونکہ میں تمہیں پناہ دینے کا وعدہ کر چکا ہوں اس لئے میں تجھے کچھ نہیں کہتا بلکہ میں خود تجھے بھاگنے کا

سامان دیتا ہوں۔ یہ میری اونٹنی لے اور یہ سامان اس پر لاد اور یہاں سے کسی دوسری طرف نکل جا چنانچہ وہ اونٹنی پر سوار ہوا اور بھاگ کر کسی اور علاقہ کی طرف نکل گیا۔ یہ اخلاقی دیانت ہے۔ اس میں اس کا اپنا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان تھا مگر چونکہ وہ قول دے چکا تھا... اس لئے اس نے اپنا قول نہ چھوڑا۔" (صفحہ ۱۲۰)

قومی دیانت

"پھر قومی دیانت کو لے لو۔ یا تو یہ حال ہے کہ کم سے کم آٹھ کروڑ مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں اور چند سو انگریز اس ملک پر قبضہ کر لیتے ہیں اور یا یہ حال نظر آتا ہے کہ بدر کے میدان میں عرب کا ایک ہزار نہایت تجربہ کار سپاہی مکہ کی طرف سے لڑنے آتا ہے۔ ان کے مقابلے میں صرف تین سو تیرہ آدمی ہیں۔ ان میں سے کئی ایسے ہیں جنہوں نے کبھی تلوار چلائی ہی نہیں... انہوں [کفار] نے اپنے میں سے ایک شخص کو پتہ لگانے کے لئے بھیجا کہ مسلمان کتنے ہیں اور ان کے ساز و سامان کا کیا حال ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ آدمی نہایت ہی ہوشیار تھا... واپس جا کر کہا کہ میرا اندازہ یہ ہے کہ مسلمان تین سو، سوا تین سو کے قریب ہیں... مگر اس نے کہا اے میرے بھائیو! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم لڑائی کا خیال چھوڑ دو... یہ فقرہ ان تاریخی فقرات میں سے ہے جو ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل ہیں کہ اے بھائیو! میں نے آدمی نہیں دیکھے بلکہ موتیں دیکھی ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار تھیں۔ پھر دیکھ لو وہی ہوا جو اس نے کہا تھا۔ وہ واقعہ میں موتیں بن کر ظاہر ہوئے یا تو وہ مر گئے یا انہوں نے کفار کو مار دیا... صحابہؓ کو ہی دیکھ لو۔ انہوں نے قومی دیانت کو کیسا شاندار نمونہ دکھایا۔ ایسا اعلیٰ نمونہ کہ شدید ترین دشمن بھی ان کی اس خوبی کا اعتراف کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا پر غالب آئے اور یہی وہ چیز ہے جسے ہم اپنے اندر پیدا کر کے دنیا پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو جو قوم مرنے مارنے پر تلی ہوئی ہو اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اگر اس پر کوئی حملہ بھی کرے تو مٹتی نہیں بلکہ ابھرتی ہے اور گرتی نہیں بلکہ ترقی کرتی ہے۔ تو تمہارا ایک کام یہ ہے کہ تم نوجوانوں میں قومی دیانت پیدا کرو۔" (صفحہ ۱۲۳۔۱۲۶)

ہر خادم سے سچ بولنے کا عہد

"تم نوجوانوں کو سچ بولنے کی عادت ڈالو اور خدام الاحمدیہ کے ہر ممبر سے یہ اقرار لو کہ وہ سچ بولے گا... جس طرح مرغی اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح تم سچائی کی حفاظت کرو۔ مرغی کس قدر کمزور جانور ہے لیکن جب اس کے بچوں پر کوئی بلی یا کتا حملہ کر دے تو وہ بلی اور کتا کا بھی مقابلہ کر لیتی ہے۔ پس جس طرح وہ اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح تم سچ کی حفاظت کرو اور کوشش کرو کہ تمہارا ہر ممبر سچا ہو اور سچائی میں تمہارا نام اس قدر روشن ہو جائے کہ خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا ہی اس بات کی ضمانت ہو کہ کہنے والے نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے... سچائی ایک ایسی چیز ہے کہ وہ انسان کے رعب کو قائم کر دیتی ہے۔ تم اگر سچ بولنے کی ہمیشہ تلقین کرتے رہو تو تمہارا ایک ایک فرد ہزاروں کے برابر سمجھا جائے گا۔" (صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸)

پنجم: ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پیدا کرنا

"خدام الاحمدیہ کے مقاصد میں سے... آج پانچویں امر کے متعلق توجہ دلاتا ہوں اور وہ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہے۔ یہ معاملہ بظاہر چھوٹا سا نظر آتا ہے لیکن دراصل یہ اپنے اندر اتنے فوائد اور اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کا اندازہ الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا۔" (صفحہ ۱۳۰) "خود چارپائی پر بیٹھے ہیں اور دوسرے کو حکم دیتے ہیں... ان کو کوئی کام کرنا نصیب نہیں ہوتا اور چونکہ ان کو دوسروں سے کام لینے کی عادت ہو جاتی ہے اس لئے یہی لوگ ہیں جو دنیا میں غلامی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں ..." (صفحہ ۱۳۲) "جب قادیان میں چوہڑوں کو اسلام میں داخل کرنے کا سوال پیدا ہوا تو میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ بعض احمدیوں نے مجھ سے کہا کہ اگر یہ مسلمان ہو گئے تو ہمارے گھروں کی صفائی کون کرے گا۔ یہ دقت ان کو صرف اس وجہ سے نظر آئی کہ ان کو ایک خاص قسم کا کام کرنے کی بالکل عادت نہ تھی اور جسے بالکل ہی کام کرنے کی عادت نہ ہو، اسے غصہ آئے گا... جن کاموں کو لوگ اپنے لئے عار سمجھتے ہیں ان کے کرنے والوں کی اصلاح کا اگر سوال پیدا ہو تو وہ ضرور ناراض ہوتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد یہ ہتک والا کام

ہمیں خود کرنا پڑے گا اور اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے... اس میں شامل ہے کہ کسی کام کو اپنے لئے عار نہ سمجھا جائے... ہاتھ سے کام کرنے کو جب میں کہتا ہوں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ عام کام جن کو دنیا میں عام طور پر برا سمجھا جاتا ہے ان کو بھی کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ مثلاً مٹی ڈھونا یا ٹوکری اٹھانا ہے، کہی چلانا ہے... اس تحریک سے دو ضروری فوائد حاصل ہوں گے۔ ایک تو نکما پن دور ہو گا اور دوسرے غلامی کو قائم رکھنے والی روح کبھی پیدا نہ ہو گی۔'' (صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴)

''میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ یہاں جو مزدور اینٹیں اٹھاتے ہیں وہ اس طرح ہاتھ لگاتے ہیں کہ گویا وہ انڈے ہیں۔ آہستہ آہستہ اٹھاتے ہیں اور پھر اٹھاتے اور رکھتے وقت کمر سیدھی کرتے ہیں پھر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کہتے ہیں کہ لاؤ ذرا حقہ کے تو دو کش لگا لیں۔ لیکن ولایت میں مَیں نے دیکھا ہے کہ حالت ہی اور ہے۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم کو میں نے ایک دفعہ توجہ دلائی... حافظ صاحب نے کہا کہ ان لوگوں کو دیکھ کر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کام کر رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے اور یہ اسے بجھا رہے ہیں۔ کوئی سستی ان میں نظر نہیں آتی۔ ایک دفعہ ہم گھر میں بیٹھے تھے۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی کہ گلی میں چند عورتیں نظر آئیں جو لباس سے آسودہ حال معلوم ہوتی تھیں مگر نہایت جلدی جلدی چل رہی تھیں۔ میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے۔ حافظ صاحب ذہین آدمی تھے، سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ میں نے یہاں کسی کو چلتے دیکھا ہی نہیں سب لوگ یہاں دوڑتے ہیں۔ غرض وہاں کے لوگ ہر کام ایسی مستعدی سے کرتے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں جدھر دیکھو سخت غفلت اور سستی چھائی ہوئی ہے۔ (صفحہ ۱۳۶)

''میرے نزدیک مجلس خدام الاحمدیہ کو چاہیے کہ وہ مہینہ دو مہینہ میں ایک دن ایسا مقرر کر دیں جس میں ساری جماعت کو شمولیت کی دعوت دیں۔ بلکہ میرے نزدیک شاید یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ بجائے ایک گھنٹہ کام کرنے کے سارا دن کام کے لئے رکھا جائے... جس میں تمام لوگ صبح سے شام تک اپنے ہاتھ سے کام کریں۔ اس طرح سال میں چھ دن بن جاتے ہیں اور اس کے لئے یا تو جمعہ کا دن رکھ لیا جائے کہ اس دن دفاتر میں چھٹی ہوتی ہے... پس میں قادیان کے خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سال میں چھ دن ایسے مقرر کریں جن میں یہاں کی تمام جماعت کو کام کرنے کی دعوت دی جائے... پھر پہلے سے پروگرام بنایا ہوا ہو کہ فلاں سڑک پر کام کرنا ہے۔ فلاں جگہ سے مٹی لینی ہے۔ اتنی بھرتی ڈالنی ہے۔ اس اس ہدایت کو مدنظر رکھنا ہے... غرض سکیم اور نقشے پہلے تیار کر لیں اور اس دن جس طرح فوج پریڈ کرتی ہے اسی طرح ہر شخص حکم ملنے پر اپنے اپنے حلقہ کے ماتحت پریڈ پر آ جائے... (صفحہ ۹۲ تا ۹۳)

ششم: نوجوانوں میں ذہانت پیدا کرنا

''میں چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ اپنے کام میں اس امر کو مدنظر رکھیں اور نوجوانوں کے ذہنوں کو تیز کریں... انبیاء کے ذہن کیسے تیز ہوتے ہیں اور کس طرح وہ معمولی باتوں میں بڑے بڑے اہم نقائص کی اصلاح کی طرف توجہ دلا دیتے ہیں کہ آج ایک وسیع تجربہ کے بعد جو بات مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت سادگی کے ساتھ صرف دو لفظوں میں توجہ دلا دی تھی کیونکہ جب ہم نے ایک انجمن بنانے کا ارادہ کیا تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کا کوئی نام تجویز فرمائیں تو آپ نے اس انجمن کا نام ''تشحیذ الاذہان'' تجویز فرمایا یعنی ذہنوں کو تیز کرنا۔'' (صفحہ ۱۵۳) ''تو ہمارے نوجوانوں کو ذہین بننا چاہیے اور ان کی نظر وسیع ہونی چاہیے۔ وہ جب بھی کوئی کام کریں انہیں چاہیے اس کے سارے پہلوؤں کو سوچ لیں اور کوئی بات بھی ایسی نہ رہے جس کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی ہو۔ یہی نقص ہے جس کی وجہ سے میں نے دیکھا ہے کہ روحانیت میں بھی ہمارے آدمی بعض دفعہ فیل ہو جاتے ہیں اور وہ شکایت کرتے رہتے ہیں کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں مگر ہمیں خدا تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہوتی حالانکہ میں نے بارہا بتایا ہے کہ صرف نمازیں پڑھنے سے خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا

نہیں ہوسکتی اور نہ اس کا قرب انسان کو حاصل ہوسکتا ہے۔ حقیقی دین تو ایک مکمل عمارت کا نام ہے مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ تم مکمل عمارت کا فائدہ صرف ایک دیوار سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تم خود ہی بتاؤ اگر کسی قلعہ کی تین دیواریں توڑ دی جائیں اور صرف ایک دیوار باقی رہنے دی جائے تو کیا اس ایک دیوار کی وجہ سے اس قلعہ کے اندر رہنے والا محفوظ رہ سکتا ہے۔ یقیناً جب تک اس کی چاروں دیواریں مکمل نہیں ہوں گی اس وقت تک اس قلعہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔'' (صفحہ ۱۵۴) ''تو نوجوانوں کو ذہین بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ ہم انہیں ذہین کس طرح بنا سکتے ہیں۔ کئی ہیں جو سخت کند ذہن ہوتے ہیں اور انہیں ہزار بار بھی کوئی بات سمجھائی جائے تو وہ ان کی سمجھ میں نہیں آتی پھر سب کو ہم کس طرح ذہین بنا سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو انسانی طاقتیں محدود ہیں مگر جس قسم کی قوتیں اللہ تعالیٰ نے انسانی دماغ میں رکھی ہوئی ہیں وہ ایسی ہیں کہ محنت اور دباؤ سے وہ تیز ہو جاتی ہیں اور عقل اور ذہانت دراصل نتیجہ ہے کامل توجہ کا۔ اگر ہم کامل توجہ کی عادت ڈال لیں تو لازماً ہمارے اندر ذہانت پیدا ہو گی اور یہ ذہانت پھر ایک مقام پر ٹھہر نہیں جاتی بلکہ ترقی کرتی رہتی ہے۔'' (صفحہ ۱۵۷)

''سزا کے بعد قوم ترقی کرتی ہے اور یقیناً سزا کے بغیر صحیح ذہانت پیدا نہیں ہوتی۔ جب کسی کو علم ہو کہ اگر میں نے فلاں کام خراب کیا تو مجھے سزا ملے گی تو وہ اپنے دماغ پر زور ڈال کر ہوش سے کام کرے گا تا کہ اسے سزا نہ ملے اور جب وہ ہوش سے کام لے گا تو وہ سزا سے بچ جائے گا اور اس کا ذہن بھی تیز ہو جائے گا... اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ہر ممبر سے یہ اقرار لیں کہ اگر اس نے اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں غفلت یا کوتاہی سے کام لیا تو وہ ہر سزا برداشت کرنے کے لئے تیار رہے گا اور خدام الاحمدیہ کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ خود اس کے لئے سزا تجویز کریں۔'' (صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲)

ہفتم: اپنے اندر استقلال پیدا کرنا

''خدام الاحمدیہ کا ساتواں فرض یہ ہے کہ وہ اپنے اندر استقلال پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ استقلال اس بات کو کہا جاتا ہے کہ کسی کام کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے، انسان برابر اپنے کام میں لگا رہے... ہم پانچ وقت جو روزانہ نمازیں پڑھتے ہیں یہ بھی استقلال پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسی لئے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ جس نے ایک نماز بھی چھوڑی اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے سب نمازیں چھوڑ دیں مگر جو شخص پانچوں وقت کی نمازیں باقاعدہ پڑھنے کا عادی ہے، اس کی طبیعت میں ایک حد تک ضرور استقلال پایا جاتا ہے... چاہیے کہ وہ ان تمام باتوں کو جو خطبات میں مَیں نے بیان کی ہیں بار بار لیکچروں کے ذریعے خدام الاحمدیہ کے سامنے دہراتے رہیں۔ کبھی دیکھا کہ کوئی شخص استقلال اپنے اندر نہیں رکھتا تو اس کو استقلال پر لیکچر دینے کے لئے کہہ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے نفس میں شرمندگی پیدا ہو گی اور وہ آئندہ کے لئے اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کرے گا یا دوسرے لوگ جن کی زبانوں میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے ان سے لیکچر دلائے جائیں۔'' (صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۵)

ہشتم: جسمانی صحت کا خیال رکھنا

''آٹھواں امر یہ ہے کہ انسانی صحت دماغ پر خاص اثر کرتی ہے... ورزشوں کی عادت جو ڈالی جاتی ہے وہ اسی لئے ہوتی ہے کہ انسان کے جسم میں چستی اور پھرتی پیدا ہو اور اس کے اعضاء درست رہیں اور اس کی ہمت بڑھے۔ ورزش سے پسینہ آتا ہے جس سے بہت سے زہر دور ہوتے ہیں اور اس لئے ورزش کو نظر انداز کر کے کلی طور پر بچہ کو دماغی کام میں لگانا دماغ کو کمزور کرنے کا موجب ہوتا ہے۔'' (صفحہ ۱۶۸)

''میں خدام الاحمدیہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ بچوں کے کھیل کود کے زمانہ کو وہ زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں اور کوشش کریں کہ کھیلیں ایسی ہوں کہ جو نہ صرف جسمانی قوتوں کو بلکہ ذہنی قوتوں کو بھی فائدہ پہنچانے والی ہوں اور آئندہ زندگی میں بھی بچہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔'' (صفحہ ۱۷۱)

''مثلاً... تیرنا ہے... اس میں مقابلے کرائے جائیں... غوطہ زنی میں لوگ مقابلے کرتے ہیں... اسی طرح تیر اندازی ہے۔ غلیل چلانا ہے... اسی طرح دوڑنا ہے جو اپنی ذات میں بہت دلچسپ کھیل ہے۔ اس کے بھی

مقابلے کرائے جاتے ہیں۔“ (صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۳)

”ذہانت حواس خمسہ کی تیزی کا نام ہے اور حواس کی تیزی کے لئے ایسی کھیلیں ایجاد کی جاسکتی ہیں بلکہ ہمارے بزرگوں نے ایجاد کی ہوئی ہیں جو کھیل کی کھیل ہیں اور آئندہ زندگی کے فوائد بھی ان میں مخفی ہیں۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیے کہ اس بات کو اپنی سکیم میں شامل کریں اور جماعت میں ان کو رائج کریں۔“ (صفحہ ۱۷۴)

نہم: علم کا عام کرنا

”نویں بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں وہ علم کا عام کرنا ہے...ان کا علم حاصل کر لینا کام نہیں آسکتا جب تک کہ دوسروں میں تعلیم کی اشاعت نہ کریں... کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو خواہ احمدی عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا بوڑھا، سب پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں...یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک علم عام نہ ہو، جماعت پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔“ (صفحہ ۱۷۵) ”رسول کریم ﷺ اس کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ بدر کی جنگ میں جو کفار قید ہوئے ان میں سے جو فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے آپؐ نے ان کے لئے شرط لگائی کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور جب انہوں نے سکھا دیا تو ان کو چھوڑ دیا۔ تو خدام الاحمدیہ کو تعلیم کے عام کرنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر وہ یہ کر لیں تو جماعت کے اخلاق بھی بلند ہو سکتے ہیں۔ پڑھنا آتا ہو تو وہ حضرت صاحب کی کتب بھی پڑھ سکیں گے۔ دینی کتب کا مطالعہ کریں گے۔ تصوف کی کوئی کتاب پڑھیں گے اور ان کا وقت ضائع نہ ہو گا۔ کتابیں پڑھنے سے ان کا ذہن صیقل ہو گا اور پھر اخلاق بلند ہوں گے۔“ (صفحہ ۱۷۷)

یہ نو بنیادی امور پر درجنوں صفحات پر محیط خطابات، مشعل راہ جلد اول میں محفوظ ہیں۔ خاکسار کی یہ تحریر نہ تو ان کا احاطہ کر سکتی ہے اور نہ نفس مضمون سے انصاف۔ بہر صورت ہر ایک کو اپنی پیاس بجھانے کے لیے خود ورق گردانی کرنا ہو گی۔ جب حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ صدر مجلس خدام الاحمدیہ تھے تو آپ نے ان خطابات کے متعلق فرمایا کہ ”تاریکی کی گھڑیوں میں ان خطابات نے میری ڈھارس باندھی تھی اگر آپ کے دل میں کبھی مایوسی کے خیالات پیدا ہوں۔ تاریک بادل کبھی آپ کو آگھیریں یا کبھی آپ کے دل میں اگر یہ خیال پیدا ہو کہ اتنا عظیم الشان کام ہم کیسے سرانجام دے سکتے ہیں۔ اتنا بڑا بوجھ ہمارے کمزور کندھے کس طرح سہاریں گے تو آپ ان خطابات کی طرف رجوع کریں... آپ نئی ہمت اور پختہ عزم لے کر اپنے کام کے لئے کھڑے ہوں گے اور یہ یقین ہر وقت آپ کے ساتھ رہے گا کہ دور کا راستہ پر خار ضرور ہے مگر راہبر اپنے فن کا ماہر ہے اور بے شک چاروں طرف سے شیطان تیروں کی بوچھاڑ کر رہا ہے مگر اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَآءِهٖ...“ (مشعل راہ۔ جلد اول۔ دیباچہ)

قوم احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد میں سویا نہیں

(مرتبہ صباحت کریم مربی سلسلہ)

❁❁❁

عُسر ہو یُسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو
کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ اسلام نہ ہو

(شعبہ تبلیغ خدام الاحمدیہ قادیان)

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط نمبر 50)

(مرتبہ: ظہیر احمد خان انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات)

سوال: لندن سے ایک خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں تیسری جنگ عظیم کے متعلق بیان تنبیہ کے حوالہ سے اس جنگ کے بارے میں مزید شواہد دریافت کیے۔ نیز لکھا کہ غیر از جماعت لوگ جنّوں بھوتوں پر یقین رکھتے ہیں، انہیں جنّوں کی حقیقت کیسے سمجھائی جا سکتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۱۷؍ دسمبر ۲۰۲۱ء میں ان سوالات کے درج ذیل جواب عطاء فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مختلف رویاء و کشوف اور الہامات کے ذریعہ دنیا پر آنے والی جن بڑی بڑی آفات اور زلزلوں کی خبر دی ہے ان میں پانچ ہولناک تباہیوں کا خاص طور پر ذکر ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: پانچ زلزلوں کے آنے کی نسبت خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جس کے الفاظ یہ ہیں "چمک دکھلاؤں گا تم کو اِس نشان کی پنج بار"۔ اِس وحی الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ محض اس عاجز کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے اور محض اس غرض سے کہ تا لوگ سمجھ لیں کہ میں اُس کی طرف سے ہوں پانچ دہشت ناک زلزلے ایک دوسرے کے بعد کچھ کچھ فاصلہ سے آئیں گے تا وہ میری سچائی کی گواہی دیں اور ہر ایک میں اُن میں سے ایک ایسی چمک ہو گی کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آ جائے گا اور دلوں پر ایک اُن کا ایک خوفناک اثر پڑے گا اور وہ اپنی قوت اور شدت اور نقصان رسانی میں غیر معمولی ہوں گے جن کے دیکھنے سے انسانوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔ (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۵) ان آفات کی ہولناکی اور شدت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیاء کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی... کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہر گز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہو گا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸،۲۶۹)

ان انذاری پیشگوئیوں میں زلزلہ کے الفاظ سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ یہ آفات صرف زلزلہ کی صورت میں ہی دنیا پر نازل ہوں گی۔ بلکہ ان سے مراد زلزلوں ہی کی طرح تباہی پھیلانے والی کوئی اور آفات بھی ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کے کلام میں استعارات بھی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنۡ کَانَ فِیۡ ھٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی (بنی اسرائیل ۷۳) لہٰذا ممکن تھا کہ زلزلہ سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی جو پورے طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی۔ مگر ظاہر عبارت بہ نسبت تاویل کے زیادہ حق رکھتی ہے پس دراصل اس پیشگوئی کا حلقہ وسیع تھا لیکن خدا تعالیٰ نے دشمنوں کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ کی رو سے بھی اس کو پورا کر دیا۔ اور ممکن ہے کہ بعد اس کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ میں بھی ظاہر ہوں لیکن بہرحال وہ امر خارقِ عادت ہوگا جس کی نسبت یہ پیشگوئی ہے... پس یہ پیشگوئی بلاشبہ اوّل درجہ کی خارق عادت امر کی خبر دیتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ ایسے حوادث مختلف اسبابِ طبعیہ سے ظاہر ہوں جو ایسی تباہیوں کے موجب ہو جائیں جو خارقِ عادت ہوں پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ میں زلزلہ کا ذکر بھی نہ ہوتا تب بھی یہ عظیم الشان نشان تھا کیونکہ مقصود تو اس پیشگوئی میں ایک خارقِ عادت تباہی مکانوں اور جگہوں کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۶۱)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کو بتائی جانے والی ان غیب کی خبروں کے عین مطابق دنیا دو عالمی جنگوں، طاعون کی وبا اور دنیا کے اکثر حصوں میں آنے والے غیر معمولی زلزلوں کی صورت میں چار نشانوں کے پورا ہونے کا ایک مرتبہ مشاہدہ کر چکی ہے، جن میں انسانی اور حیوانی جانوں، چرند پرند اور عمارتوں کا غیر معمولی نقصان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خاص طور پر پانچ نشانوں کے ظاہر ہونے کی خبر دی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ پانچواں نشان کس صورت میں ظاہر ہوتا ہے، کسی غیر معمولی زلزلہ کی شکل میں یا کسی عالمی وبا کی صورت میں یا تیسری عالمی جنگ کے طور پر دنیا پر تباہی لے کر آتا ہے۔ لیکن یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر دنیا نے عقل نہ کی اور اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع نہ کیا تو جس طرح پہلے چار نشان پورے ہوئے ہیں، یہ پانچواں نشان بھی پورا ہو گا اور اس کے بعد جیسا کہ ان پیشگوئیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسلام کو انشاء اللہ غیر معمولی غلبہ نصیب ہو گا۔ اسی مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ۱۹۶۷ء کے دورہ یورپ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی کی روشنی میں بیان فرمایا تھا، جس کا آپ نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا:

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اسلام کی صداقت کے ثبوت کے طور پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں نشانات دنیا کے سامنے پیش کیے جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر پانچ عظیم تباہیوں کے بارے میں پیشگوئی فرمائی۔ دو پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی صورت میں عظیم الشان طور پر پوری ہوئیں۔ تیسری ہولناک تباہی کے مہیب آثار آسمان پر ہویدا ہیں جس کے اثرات نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر بھی دی کہ اس تیسری تباہی کے ساتھ غلبۂ اسلام کا زمانہ بھی وابستہ ہے۔

اس تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان سچے راستے کو اختیار کرے اور وہ راستہ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قہر عنقریب اس دنیا پر نازل ہونے والا ہے۔ تباہی کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ آؤ! اور استغفار کے آنسوؤں سے اس آگ کے لپکتے ہوئے شعلوں کو سرد

کرو۔ آؤ! اور محمد رسول اللہ ﷺ کے رحم و کرم کے ٹھنڈے سائے تلے پناہ حاصل کرلو۔ اٹھو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرو۔ آؤ! اگر تم اس بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو۔ (خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۱۱؍ اگست ۱۹۶۷ء۔ خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ ۸۰۸)

باقی جہاں تک جنّوں اور بھوتوں کے تصور کی بات ہے تو غیر از جماعت لوگوں میں جنّوں اور بھوتوں کے بارے میں جو تصور پایا جاتا ہے، قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ قرآن کریم اور احادیث میں جنّ کا لفظ کثرت کے ساتھ اور مختلف معنوں میں آیا ہے۔ اور ہر جگہ سیاق و سباق کے مطابق اس لفظ کے معانی ہوں گے۔

جنّ کے بنیادی معنی مخفی رہنے والی چیز کے ہیں۔ جو خواہ اپنی بناوٹ کی وجہ سے مخفی ہو یا اپنی عادات کے طور پر مخفی ہو اور یہ لفظ مختلف صیغوں اور مشتقات میں منتقل ہو کر بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور ان سب معنوں میں مخفی اور پس پردہ رہنے کا مفہوم مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔

چنانچہ جنّ والے مادہ سے بننے والے مختلف الفاظ مثلاً جَنَّ سایہ کرنے اور اندھیرے کا پردہ ڈالنے، جنین ماں کے پیٹ میں مخفی بچہ، جنون وہ مرض جو عقل کو ڈھانک دے، جنان سینہ کے اندر چھپا دل، جَنَّۃ باغ جس کے درختوں کے گھنے سائے زمین کو ڈھانپ دیں، مِجَنَّۃ ڈھال جس کے پیچھے لڑنے والا اپنے آپ کو چھپالے، جانّ سانپ جو زمین میں چھپ کر رہتا ہو، جَنَن قبر جو مردے کو اپنے اندر چھپالے اور جُنَّۃ اوڑھنی جو سر اور بدن کو ڈھانپ لے کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

پھر جنّ کا لفظ باپردہ عورتوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ نیز ایسے بڑے بڑے رؤسا اور اکابر لوگوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے جو عوام الناس سے اختلاط نہیں رکھتے۔ نیز ایسی قوموں کے لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو جغرافیائی اعتبار سے دور دراز کے علاقوں میں رہتے اور دنیا کے دوسرے حصوں سے کٹے ہوئے ہیں۔

اسی طرح تاریکی میں رہنے والے جانوروں اور بہت باریک کیڑوں مکوڑوں اور جراثیم کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے رات کو اپنے کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا ارشاد فرمایا اور ہڈیوں سے استنجا سے منع فرمایا اور اسے جنوں یعنی چونٹیوں، دیمک اور دیگر جراثیم کی خوراک قرار دیا۔

علاوہ ازیں جنّ کا لفظ مخفی ارواح خبیثہ یعنی شیطان اور مخفی ارواح طیبہ یعنی ملائکہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ۔ (سورۃ الجن:۱۲) یعنی ہم میں سے کچھ نیک لوگ ہیں اور کچھ اس کے خلاف بھی ہیں۔

پس جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ہر جگہ سیاق و سباق کے اعتبار سے اس لفظ کے معانی ہوں گے۔

جنّوں کے متعلق میرا ایک تفصیلی جواب الفضل انٹرنیشنل ۲۵؍ جون ۲۰۲۱ء میں اردو میں اور الحکم ۰۲؍ جولائی ۲۰۲۱ء میں انگریزی زبان میں شائع ہو چکا ہے، وہاں سے بھی اس بارے میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: جرمنی سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ قرآن کریم میں حوروں کا جو ذکر ہے، غیر از جماعت لوگ اس کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ ان حوروں سے اصل میں کیا مراد ہے؟ اسی طرح انہوں نے پوچھا کہ شادی کے بعد عورت کے لئے خاوند کا نام اپنانا ضروری ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۲۰ دسمبر ۲۰۲۱ء میں ان سوالات کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: جنت کی نعماء کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں جو امور بیان ہوئے ہیں وہ سب تمثیلی کلام ہے اور صرف ہمیں سمجھانے کے لئے ان چیزوں کی دنیاوی اشیاء کے ساتھ مماثلت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ۔ (الرعد:۳۶) یعنی اس جنت کی مثال جس کا متقیوں سے

وعدہ کیا گیا ہے (یہ ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔ (السجدہ:۱۸)

یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا۔ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔ وہ نعمتیں ایسا ذخیرہ ہیں کہ ان کے مقابل پر جو نعمتیں تمہیں معلوم ہیں ان کا کیا ذکر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کو چیزیں دل پسند تھیں وہی بیان کر دی ہیں تا اس طرح پر ان کے دل اس طرف مائل ہو جائیں۔ اور دراصل وہ چیزیں اور ہیں یہی چیزیں نہیں۔ مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا تا کہ دل مائل کیے جائیں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۴۲۴)

سورۃ السجدۃ کی مذکورہ بالا آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۷، ۳۹۸)

ان نعمتوں کے مخفی رکھنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے چھپانے میں بھی ایک عظمت ہوتی ہے اور خدا کا چھپانا ایسا ہے جیسے کہ جنت کی نسبت فرمایا فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ (کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کیسی کیسی قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے) دراصل چھپانے میں بھی ایک قسم کی عزت ہوتی ہے جیسے کھانا لایا جاتا ہے تو اس پر دسترخوان وغیرہ ہوتا ہے تو یہ ایک عزت کی علامت ہوتی ہے۔ (البدر نمبر ۱۱، جلد ۱، مؤرخہ ۹؍جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۸۶)

جنت کی حوروں کا معاملہ بھی تمثیلی کلام پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے چار جگہوں پر حوروں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی دو جگہ (سورۃ الدخان اور سورۃ الطور) میں فرمایا کہ ہم جنتیوں کو بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی حوروں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھ دیں گے۔ اور باقی دو جگہ (سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الواقعہ) میں ان حوروں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ خیموں میں محفوظ یاقوت و مرجان موتیوں کی طرح ہوں گی یعنی شرم و حیا سے معمور، نیک، پاکباز، خوبصورت اور خوب سیرت ہوں گی۔

پس قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حوروں سے مراد نیک اور پاک جوڑے ہیں جو جنت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں بندھے ہوں گے اور انہیں بطور انعام ملیں گے۔ ان جوڑے کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ انسان کو اس کا علم اسی وقت ہوگا جب وہ جنت میں جائے گا۔

باقی جہاں تک اس بارے میں قرآنی تفاسیر کا تعلق ہے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ البقرہ کی آیت وَ لَهُمۡ فِیۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنتیوں کو وہاں پاک ساتھی یعنی پاک بیویاں اور پاک خاوند ملیں گے جو ایک دوسرے کی

روحانی ترقی میں مدد کرنے والے ہونگے۔ اس لئے اس دنیا کے میاں بیوی اگر اگلے جہاں میں بھی اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو مرد کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنی بیوی کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور عورت کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنے خاوند کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور دونوں کو ایک دوسرے کو نیک بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ایسا نہ ہو کہ میاں جنت میں ہو اور بیوی دوزخ میں ہو یا بیوی جنت میں ہو اور میاں دوزخ میں ہو۔ (ملخص از تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۵۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ الدخان کی آیت وَ زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم ان کی ازواج کو حور بنا دیں گے اور انہیں ازدواجی رشتہ میں باندھیں گے۔ پھر اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ ہم ان کے ساتھ جنت میں ان کی اولاد کو بھی جمع کر دیں گے۔ اس جگہ بیوی کا ذکر اس لئے چھوڑ دیا کہ زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ پہلی آیت میں آچکا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک بڑھیا سے کہا کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔ تو اس نے رونا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ میں کہاں مروں کھپوں گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم نہیں جاؤ گی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔ تم جوان ہونے کی حیثیت میں وہاں جاؤ گی۔ تو جب بوڑھی وہاں جوان ہونے کی حیثیت میں جائے گی تو بدصورت وہاں خوبصورت حیثیت میں جائے گی۔ جو لنگڑی لولی یہاں سے گئی ہے وہاں صحت مند اعضا، بھرپور نشوونما کے ساتھ جائے گی۔ تو زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کہ ان کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھا جائے گا بڑھیا سے نہیں، جس حالت میں اس نے اس دنیا میں اپنی بیوی چھوڑی بلکہ حُوۡرٍ عِیۡنٍ کے ساتھ جو جوان بھی ہوگی، خوبصورت بھی ہوگی، نیک بھی ہوگی۔ بہرحال یہاں حور کا لفظ زوج کی حیثیت سے آیا ہے۔ (ملخص از خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹؍فروری ۱۹۸۲ء، خطبات ناصر جلد نہم صفحہ ۳۸۶، ۳۸۷) شادی کے بعد بیوی کے لئے خاوند کا نام اپنانے کا سوال کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ جس کی پابندی ضروری ہو۔ اگر دل چاہے تو اپنا لیا جائے اور اگر دل نہ چاہے تو نہ اپنائے۔ اور اگر سرکاری کاغذات میں نام اپنانا لازمی ہو تو اپنا لینا چاہیے، اس میں کوئی حرج کی بات بھی نہیں۔

❁❁❁

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING
Cell : 9902222345
9448333381

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.
HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)
JYOTI
SAW MILL
Saw Mill Owner
&
Forest Contractor
Kuansh, Bhadrak, Orissa

Love For All Hatred For None
Sk.Zahed Ahmad
Proprietor
M/S
M.F. ALUMINIUM
Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel

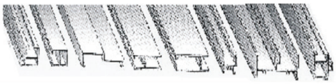

Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

M.OMER . 7829780232
ZAHED . 6363220415
AL-BADAR
STEEL & ROLLING SHUTTERS
ALL KINDS OF IRON STEEL
- SHUTTER PATTI. GUIDE BOTTOM.
- ROUND RODS, SQUARE RODS.
- ROUND PIPE , SQUARE PIPES.
- BEARINGS, FLATS.
- SPRINGS, ANGLES.

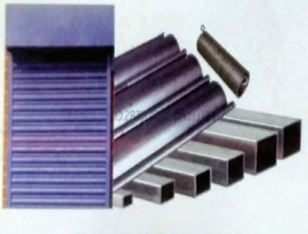

Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL.
HATTIKUNI ROAD YADGIR

Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164
Feroz Ahmad
8050185504
8197649300
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
MUBARAK
TENT HOUSE & PUBLICITY

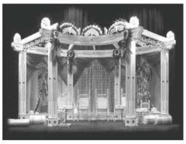

CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْ جَيْنِ اثْنَيْنِ
Kh. Zahoor Ahmad
9906536510
Prop. : Dar Shuaib :
9906566218 / 6005065009
Trade ZFC Mark
ZAHOOR FRUIT COMPANY
FRUIT COMMISSION AGENTS & ORDER SUPPLIERS

Shop. No. : 220
Fud No. : D-10

FRUIT & VEGETABLE MARKET KULGAM-192231(KMR.)
shoaibahmad54@gmail.com

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔" (کلام امام الزمان)

HR
Sk. Anas Ahmad
Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com

H. R. ALUMINIUM & STEEL
We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
Sliding Window, Door, Partition, ACP Work,
Glazing, Steel Railing etc.
Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

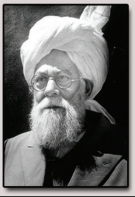

فتاویٰ مصلح موعودؓ

شادی کے موقع پر فلمی گانے

یہ بھی ایک عیب ہوتا ہے کہ لوگوں کو ایک رونی جماعت بنا دیا جائے اور حسن مذاق کا کوئی رنگ ان میں دکھائی نہ دے۔ لیکن جہاں اس قسم کے ہلکے مذاق اور پاکیزہ گانوں میں کوئی حرج نہیں وہاں اس گند کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ فلمی گانے جو نہایت ہی گندے اور غلیظ اور فطرت انسانی کو مسخ کر دینے والے ہوتے ہیں وہ شادی بیاہ کے موقع پر گائے جائیں اور چوڑھیاں اور میراثنیں نچوائی جائیں۔ یہ ایک بھاری نقص ہے جس کو روکنا بہت ضروری ہے۔

(الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۴۵ء، جلد ۳۳ نمبر ۱۸ صفحہ ۳)

فلمی گانے اور ناچ کی رپورٹ پر حضور نے فرمایا:

جو دوست یہاں بیٹھے ہیں جب اپنے اپنے گھروں میں جائیں تو اپنے بیوی بچوں کو اچھی طرح سے سمجھا دیں کہ اگر آئندہ کسی گھر میں ایسا طریق اختیار کیا گیا تو جماعت کے مردوں اور عورتوں کو یہ ہدایت کر دی جائے گی کہ وہ ایسے لوگوں کی شادیوں میں شامل نہ ہوا کریں۔ آخر سوائے اس کے اس گند کو دور کرنے کا اور کیا علاج ہوسکتا ہے کہ اعلان کر دیا جائے کہ ان لوگوں کی شادیوں میں ہماری جماعت کا کوئی فرد شامل نہ ہو۔ وہ میراثیوں اور چوڑھیوں کو بلالیں اور یا پھر ایکٹرسوں کو بلالیں کیونکہ ایسے لوگوں کے گھروں میں وہی جاسکتی ہیں کوئی اور نہیں جاسکتا۔ (الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۴۵ء جلد ۳۳ نمبر ۱۸ صفحہ ۳۔ رجسٹر اصلاح و ارشاد ۴۴-۵-۱۲)

مہندی

شادی کے موقع پر مہندی اور اس کے ساتھ متعلقہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں۔ ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہئے۔
(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء)

رخصتانہ کا طریق

یہ بات دونوں طرح ثابت ہے۔ لڑکے والے بھی جا کر لڑکی کو لے آتے ہیں اور ایسا بھی ثابت ہے کہ جو لڑکی والے لڑکے کے گھر لڑکی پہنچا دیتے ہیں بلکہ میرا مطالعہ تو یہ ہے کہ کثرت سے اس کی مثالیں ملتی ہیں کہ خود لڑکی والے لڑکے والوں کے گھر لڑکی لے آئے۔ (الفضل ۱۸/ اپریل ۱۹۳۰ء، جلد ۷ انمبر ۸۲ صفحہ ۶)

(فرمودات مصلح موعودؓ صفحہ 220-221)

❁❁❁

DIARY DOSE

خاکسار کی خوش قسمتی ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی دورہ سے واپس تشریف لانے پر وہاں ریکارڈ ہوئے تمام پروگرام پہلے خاکسار کو دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ بعض پروگرام تو دورہ کے دوران لائیو نشر ہو چکے ہوتے ہیں لیکن اکثر پروگرام حضور کے دورہ سے تشریف آوری کے بعد نشر کئے جانے ہوتے ہیں۔ ان پروگراموں میں سب سے پہلے حضور انور کے ساتھ واقفینِ نو اور طلبا کی کلاسوں کو دیکھنے کا اشتیاق ہوتا ہے سو سب سے پہلے انہیں دیکھنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ یہ کلاسیں بھی عجیب کیفیتِ جذب و حال رکھتی ہیں۔

اب دنیا بھر میں ہونے والی کلاسوں کا ایک مخصوص طریق بن گیا ہے کہ پہلے تلاوت، پھر نظم پھر واقفین نو کی تقاریر اور پھر وہ وقت جس کا سب کو انتظار ہوتا ہے یعنی جب حضور انور شرکا سے گفتگو فرماتے ہیں۔ یہ گفتگو ہمیشہ صرف شرکاء کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام جماعت کے لئے اپنے اندر طرح طرح کے سبق لئے ہوتی ہے۔ جہاں شرکا سوالات پوچھ کر اپنے جوابات حاصل کرتے ہیں وہاں اور بہت سی باتیں اپنے اندر بہت باریک نکات لئے ہوتی ہیں۔ انہی کلاسوں میں شرکا ایسے سوالات پوچھ لیتے ہیں جو ان کی عمر کے اعتبار سے بظاہر عام سے نظر آتے ہیں مگر وہ فقہ احمدیہ کے ارتقا کو ایک نئی منزل کی طرف لے جاتے ہیں۔ دورِ حاضر کے بہت سے مسائل ہیں جن پر حضور انور رہنمائی فرماتے ہیں۔ مثلاً ایک کلاس میں پوچھا گیا کہ اگر کوئی ریسٹورنٹ سور کے گوشت کی اشیائے خوردنی بنا کر فروخت کرتا ہے مثلا پزا یا برگر وغیرہ تو کیا وہاں احمدی مسلمان ملازمت کر سکتے ہیں؟ حضور نے جواب عطا فرمایا کہ اگر ان اشیاء کی تیاری میں بھی ہاتھ ڈالنا پڑتا ہے تو پھر نہیں۔

آئندہ کسی کلاس میں کسی بچے نے اس جواب کا حوالہ دے کر پوچھ لیا کہ بہت سے احمدی ایسے سپر سٹورز میں بھی تو کام کرتے ہیں جہاں شراب اور سور کے گوشت کی اشیاء فروخت ہوتی ہیں، تو اُس پر حضور انور نے رہنمائی فرمادی کہ ان چیزوں کے بنانے میں اگر وہ شامل نہیں اور خریدار سے پیسہ وصول کر کے اسے سٹور انتظامیہ کو جمع ہی کروانے کا کام ہے تو کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مارگیج یعنی سود پر مکان خریدنے کے بارہ میں ایسی کلاسوں ہی میں گتھیاں سلجھتی بھی دیکھیں۔ لباس، پردہ، مخلوط تعلیم، مرضی کی شادی، دین اور دنیا کی متوسط اور متوازن راہیں اور اس طرح کی بہت سے پیچیدہ مسائل جو مغربی معاشرہ (اور اب تو تمام دنیا ہی مغربی معاشرہ کا آئینہ بن کر رہ گئی ہے) میں رہنے والے بچوں کو درپیش ہیں، وہ سب ان نوجوانوں نے حضور انور کی خدمت میں پیش کئے اور ان پر رہنمائی چاہی۔ اور حضور نے اس پر رہنمائی عطا فرمائی۔ کئی بار سوچا کہ یوں ہر بات کا جواب مستحضر کیسے ہوتا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ دنیا بھر کے احمدی نوجوان حضور کی خدمت میں اپنی ہر طرح کی مشکل، ہر طرح کا مسئلہ کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ لاکھوں ہوں گے جو خطوط میں اور لاکھوں ہیں جو بالمشافہ حاضر ہو کر اپنے دل کی ہر بات کہہ ڈالتے ہیں۔ کوئی ہے جو عبادت میں لذت نہیں پاتا، کوئی ہے جو خدا کے بارہ میں شکوک کا شکار ہو گیا ہے، کسی کی محبت میں کوئی خاتون گرفتار ہے مگر احمدی نہیں اور شادی کی خواہش مند ہے، کسی کو تعلیم کے میدان کے چناؤ میں الجھن درپیش ہے، کسی کے والدین اس سے خوش نہیں، کسی کو پردہ کرنے میں کالج کی طرف سے دقت کا سامنا ہے، کسی کو خود پردہ کی حکمت سمجھ نہیں آرہی۔ کوئی ہے جو اپنے امراض کے علاج پر رہنمائی چاہتا ہے، کوئی ہے جو ہجرت کر کے کسی اور ملک جا کر آباد ہونا چاہتا ہے اور یہاں تک بھی کہ کوئی ہے جس کی شادی تو ہو گئی ہے مگر وہ کئی ماہ بعد تک شادی شدہ کہلانے کے قابل نہیں ہو سکا۔

پس کیا مشرق اور کیا مغرب، دنیا کے کونے کونے سے آنے والے لوگ حضور سے رہنمائی کی درخواست کرتے ہیں، اور حضور اپنی اس پیاری جماعت کے افراد کو مشورہ اور ہدایت سے نوازتے رہتے ہیں۔ اور یوں دنیا بھر کے مسائل حضور کی نظر کے سامنے رہتے ہیں۔ مگر ایسا بھی نہیں کہ چونکہ اکثر مسائل اور ان کے حل مستحضر رہتے ہیں تو حضور ہمیشہ اسی

وقت اس کا جواب بھی دے دیں۔بعض اوقات کسی سوال کی نوعیت کے پیشِ نظر حضور اس پر تحقیق کرنے کا ارشاد بھی فرمادیتے ہیں۔بعض اوقات تو خود سائل ہی کو ارشاد فرمادیتے ہیں کہ فلاں صاحب سے یا ریسرچ سیل ربوہ سے پوچھ لو یا پھر وہاں موجود انتظامیہ میں سے کسی کو تحقیق کرنے کی یہ سعادت بہم ہوجاتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰؑ کے سفر کشمیر کے بارہ میں کسی نوجوان نے سوال کیا۔ اس کا سوال بظاہر سیدھا سادا تھا، مگر حضور کا جواب صرف اُس نوجوان تک تو محدود نہیں رہنا تھا۔حضور کے جواب میں تو دنیا بھر کے لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا سامان ہوتا ہے۔اس لمحہ جانے خدا نے دل میں کیا ڈالی کہ حضور نے اسے بہت تفصیل سے بتانا شروع کیا۔ پوری تفصیل بتانے کے بعد خاکسار کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ میرے دفتر میں میرے میز کے بائیں جانب جو بہت سے کاغذ پڑے ہیں ان میں کہیں درمیان میں کر کے اس موضوع پر کچھ مواد پڑا ہے۔ وہ لے آؤ۔

میں فوراً جانے لگا تو فرمایا ''سمجھ آگئی ہے نا؟ میز کے بائیں طرف، کاغذوں میں، ایک فولڈر میں ہوگا''۔

یہ بات حضور اسی کلاس میں بیان فرمانا چاہتے تھے اور منشاء مبارک یہ تھا کہ وقت بالکل ضائع نہ ہو۔ اس لئے دوبارہ اچھی طرح سمجھا کر روانہ کیا۔ میں نے جاکر حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم منیر احمد جاوید صاحب کو پیغام دیا۔ انہوں نے بڑی سرعت سے اٹھ کر یہ مضمون تلاش کیا اور میں یہ مضمون لے کر واپس کلاس میں حاضر ہوگیا۔حضور نے شیروانی کی جیب سے عینک نکال کر لگائی اور کچھ تلاش کر کے پڑھ کر اس بات کو بیان کیا۔ بات بالکل وہی تھی جو حضور بیان فرما چکے تھے، مگر چونکہ اس معاملہ پر تفصیلی تحقیق میسر تھی، حضور نے اسے منگوا کر اس میں درج حوالہ جات بھی نوجوان کو بتادیئے۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان نے سوال کیا کہ حضرت صوفی احمد جان صاحب نے دعویٰ سے قبل ہی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو شناخت کر لیا تھا اور آپ سے بیعت لینے کی التجا بھی کرتے رہتے تھے۔ مگر دعویٰ اور بیعتِ اولیٰ کے وقت وفات پا چکے تھے۔ کیا انہیں صحابی کہا جائے گا یا نہیں؟

حضور انور نے فوراً جواب تو ارشاد فرمادیا کہ اپنی نیکی، تقویٰ اور شناخت کے باعث آپ کا مقام بہت اونچا ہے مگر صحابی کی تعریف میں نہیں آتے، لہٰذا صحابی نہ کہلائیں گے۔ مگر ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ اس معاملہ پر ربوہ میں بعض بزرگان سے پوچھو کہ ان کا کیا کہنا ہے۔ خاکسار نے حسبِ ارشاد ربوہ میں ان بزرگان کو حضور کا ارشاد بھیج دیا۔ انہوں نے اپنی رائے پیش کی کہ وہ صحابی شمار نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی جہاں ۳۱۳ صحابہ کی فہرست درج فرمائی ہے، ان میں ان کا نام نہیں۔ پھر حضور نے ایک مرتبہ پھر اس بات کو کلاس میں بیان فرمایا کہ اب مکمل تحقیق کے بعد فیصلہ یہ ہے کہ وہ لفظ ''صحابی'' کے اصطلاحی معنوں میں صحابی نہیں۔

کیسی حیرت کی بات ہے۔ آخری فیصلہ خلیفۂ وقت ہی کا ہوگا مگر حضور اس آخری فیصلہ سے قبل فرماتے ہیں کہ تحقیق کرو اور جواب لے کر آؤ۔ مجھے تو جو بات سمجھ میں آسکی وہ یہ ہے کہ ایک تو قرآنی احکامات سب سے زیادہ خلیفۂ وقت کے پیش نظر رہتے ہیں۔ اور وہ سب سے زیادہ جانتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی کی تعمیل ہی میں برکت ہے۔ سو جہاں بھی موقع ہو، مشاورت کے حکم پر عمل کرتے ہیں تاکہ ہمیں بھی اس کی عادت ہو۔ دوسرا یہ کہ نوجوانوں کی یہ نشستیں ان میں تحقیق کا شوق پیدا کریں۔ احمدیت کے یہ سپاہی دلائل کی تلوار لے کر نکلیں تو دلائل مضبوط ہوں۔ انہیں معاملات کی چھان بین اور ان پر غور وخوض کی عادت ہو۔ پس ان کلاسوں اور ان نشستوں میں حضور انور کے مدِنظر احمدی نوجوانوں کی ہر طرح کی تربیت رہتی ہے۔

جہاں تحقیق اور وقت لگا کر فیصلہ کرنے کی تربیت ان نشستوں میں نظر آتی ہے وہاں حضور انور گاہے بہ گاہے اس بات کی تربیت بھی دیتے رہتے ہیں کہ جو فیصلہ فوری کرنے کا ہے اس پر غیر ضروری عجلت سے نہیں مگر جلد فیصلہ کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہو۔

(وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے قسط 6 از آصف محمود باسط صاحب)

❁❁❁

گوشۂ ادب

اے مومنو! مبارک !! پھر سے ہے عید آئی

(محمد ابراہیم سروؔر ۔ قادیان)

فضلِ خدا ہے ہم پہ، خوشکن نوید آئی
اے مومنو! مبارک !! پھر سے ہے عید آئی

سب شاد ہو رہے ہیں اور ہو رہی ہے فرحت
عید الفطر تو سچ میں رمضان کی ہے برکت
روزوں کے فیض سے ہی حاصل ہوئی یہ نعمت
رمضان کے عمل کو، آؤ ! بنائیں عادت
ہاں سب کو ہو مبارک، ساعت سعید آئی
اے مومنو! مبارک !! پھر سے ہے عید آئی

اللہ نے کہا ہے میں خود جزا بنوں گا
فرحت مَیں صائم کو تو دو- دو عطا کرونگا
رمضان کے گزرنے پر ایک عید ہوگی
پھر آخرت میں رحمت، اُس پر مزید ہوگی
کرنے ہمیں عطا پھر، رب کی ہے دید آئی
اے مومنو! مبارک !! پھر سے ہے عید آئی

حکمِ خدا یہی ہے، خوشیاں مناؤ مل کے
سب رنجشوں کو چھوڑو، شکوے مٹاؤ دل کے
خوشیاں مناؤ یوں کہ رب کی رضا ہو حاصل
مسکین کو بھی اپنی، خوشیوں میں کر لو شامل
خوشیوں کی دیکھو! بارش، کیسی شدید آئی
اے مومنو! مبارک !! پھر سے ہے عید آئی

ہر طفل ہو کہ ناصر، خادم ہو یا ہو لجنہ
پیارے امام کا بس، سب سے یہی ہے کہنا
ہمدردئ خلائق اپنا بناؤ گہنا
قربِ خُدا کی خاطر، سب مشکلات سہنا
سروؔر وہی خوشی پھر، مثلِ جدید آئی
اے مومنو! مبارک !! پھر سے ہے عید آئی

ہم یوم مسیح موعودؑ کیوں مناتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں یہ دن اس وجہ سے یاد رکھا جاتا ہے کہ اس دن جماعت کی بنیاد پڑی اور حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت لی۔ پس ہمیں یہ دن ہر سال یہ بات یاد دلانے والا ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد قرآنی پیشگوئیوں اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدیدِ دین کرنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ اور ہم جو آپؑ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہم نے بھی اس اہم کام کی سرانجام دہی کے لیے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس میں حصہ دار بننا ہے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کا تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑنا ہے اور بندوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی ہے اور ظاہر ہے اس کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔ ...پس ہمیں ہر وقت ان باتوں کو سامنے رکھنا چاہیے تاکہ من حیث الجماعت ہم ترقی کرنے والے ہوں نہ کہ نیچے گرنا شروع ہوجائیں۔ آپؑ نے اپنی بعثت اور صداقت کے بارے میں خدا کو گواہ بنا کر اعلان فرمایا ہے جو یقیناً ہمارے ایمانوں کو تقویّت بخشتا ہے۔ اگر ہم ان باتوں کی جگالی کرتے رہیں اور ہر وقت سامنے رکھیں تو یقیناً یہ ہمارے ایمان میں ترقی کا باعث بنتی رہیں گی اور ہمیں اپنے مقصد کی طرف توجہ دلاتی رہیں گی۔ (خطبہ جمعہ ۲۶/ مارچ ۲۰۲۱ء)

(مشکل الفاظ کے معانی- تجدید: نئے سرے سے زندہ/رائج کرنا، رائج کرنا: نیا جاری کرنا، شائع/نشر کرنا سرانجام دینا: مکمل کرنا، پُورا کرنا۔ من حیث الجماعت: جماعت کی حیثیت سے، بطور جماعت۔ بعثت: رسالت، رسالت کا زمانہ۔ جگالی کرنا: (مجازاً) ذہن میں محفوظ چیز کو دوبارہ یاد داشت میں لانا) (بشکریہ بچوں کا الفضل ۱۷ مارچ ۲۰۲۴)

❁❁❁

Health & Fitness Corner

Walnuts health benefits

Rich in antioxidants: Walnuts are among the top sources of antioxidants among common nuts, says nutritionist Rashmi Mittal. The presence of vitamin E, melatonin, and polyphenols helps prevent oxidative damage to LDL cholesterol, reducing the risk of atherosclerosis.

Plant-based source of Omega-3s: With 2.5 gm of omega-3 fatty acids per serving, walnuts are a significant plant-based source of ALA (alpha-linolenic acid), crucial for heart health. Each gram of ALA consumed daily is linked to a 10 percent reduction in heart disease risk.

Reduce inflammation: Polyphenols in walnuts combat oxidative stress and inflammation, potentially lowering the risk of heart disease, type 2 diabetes, and cancer, says Mittal. Walnut polyphenols, notably ellagitannins, can be transformed into anti-inflammatory compounds in the gut.

Promotes healthy gut: Walnuts support gut health by increasing beneficial gut bacteria, including those that produce butyrate—an essential compound for gut health. A healthy gut microbiome is associated with overall well-being and a lower risk of obesity and chronic diseases.

Helps reduce risk of some cancers: Compounds like urolithins in walnuts have anti-inflammatory properties that may protect against colorectal, breast, and prostate cancers. These compounds also have hormone-blocking effects, further reducing cancer risk.

Supports weight control: Despite their calorie density, walnuts can aid in appetite control and weight management. According to Mittal, consuming walnuts can decrease appetite, increase feelings of fullness, and activate brain regions that resist tempting food cues.

Helps lower blood pressure: Incorporating walnuts into a heart-healthy diet can contribute to lowered blood pressure. Studies indicate that adding walnuts to a Mediterranean diet resulted in a slight decrease in diastolic blood pressure, a significant factor in heart disease risk.

Supports healthy ageing: Diets rich in walnuts are linked to a lower risk of physical impairment in older adults. The nutrients in walnuts, including vitamins, minerals, and healthy fats, may contribute to maintaining physical abilities as individuals age.

Supports good brain function: Walnut nutrients, such as polyunsaturated fats and vitamin E, reduce oxidative damage and inflammation in the brain. Research in animals and older adults suggests that walnut consumption is associated with improved brain function, including memory, processing speed, and mental flexibility.

(Story from "**msn Money Desk**" 8 April 2024)

Prop. **Mahmood Hussain**
Cell : 9900130241

MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire

Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

سائنس کی دنیا

Science

ستاروں کی شکل کے ریت کے ٹیلے کب اور کیسے وجود میں آئے؟

تاریخ میں پہلی دفعہ سائنسدان کرہ ارض پر موجود سب سے پرانے مٹی کے ٹیلوں کی عمر پتہ لگانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

ان ٹیلوں کو اِنکی ستاروں جیسی ساخت کے باعث 'ستاروں کی شکل والے ٹیلے' کہا جاتا ہے۔ ان کی اونچائی کئی سو میٹر تک ہوسکتی ہے۔

یہ ٹیلے افریقہ، ایشیا اور شمالی افریقہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ایسے ہی ٹیلے مریخ پر بھی موجود ہیں۔ لیکن آج سے قبل ان ٹیلوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کب اور کیسے وجود میں آئے۔

تاہم، اب سائنسدان مراکش میں موجود ایک ایسے ہی ٹیلے 'لالاللیا' کے بارے میں دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ یہ ٹیلا ۱۳,۰۰۰ سال پہلے وجود میں آیا تھا۔

سٹار ٹیلوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ مخالف سمت میں چلنے والی ہواؤں کے باعث وجود میں آتے ہیں۔ ایبرسٹ وِتھ یونیورسٹی کے پروفیسر جیوف ڈلر نے برک بیک یونیورسٹی کے پروفیسر چارلس برسٹو کے ساتھ مل کر ان ٹیلوں پر تحقیق کی ہے۔ پروفیسر ڈلر کہتے ہیں کہ ان ٹیلوں کی عمر جاننے کے بعد سائنسدانوں کو اُس زمانے کی آب و ہوا کو سمجھنے میں مدد ملے گی جب یہ وجود میں آئے تھے۔

مقامی زبان میں 'لالاللیا' کا مطلب اونچی ترین مقدس جگہ ہے۔ یہ مراکش کے جنوب مشرق میں واقع ہے اور تقریباً ۱۰۰ میٹر اونچی اور ۷۰۰ میٹر کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔

ابتدائی طور پر وجود میں آنے کے بعد اگلے ۸,۰۰۰ سال تک اس میں کسی طرح کی توسیع نہیں ہوئی۔ تاہم، پچھلے چند ہزار سالوں میں اس کے حجم میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

عام طور پر زمین کی ارضیاتی تاریخ میں صحراؤں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے، لیکن سٹار ٹیلے اب تک اس میں شامل نہ تھے۔

پروفیسر ڈلر کہتے ہیں کہ 'اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ ٹیلے حجم میں اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ ماہرین کو اندازہ ہی نہیں ہو پاتا کہ وہ کسی ایک ٹیلے کو دیکھ رہے ہیں۔' ان کا کہنا ہے کہ 'اس تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ یہ ٹیلا کافی قلیل مدت میں وجود میں آیا ہے اور یہ ہر سال تقریباً ۵۰ سینٹی میٹر صحرا میں آگے بڑھ رہا ہے۔' پروفیسر ڈلر کہتے ہیں کہ 'یہ نتائج کافی لوگوں کے لیے حیران کن ہو سکتے ہیں۔'

سائنسدانوں نے اس ٹیلے کی عمر معلوم کرنے کے لیے 'لومینسینس ڈیٹنگ' نامی تکنیک کا استعمال کیا ہے۔ اس طریقہ کار میں یہ پتہ لگانے کی کوشش کی جاتی ہے ریت کے ذروں پر آخری بار سورج کی روشنی کب پڑی تھی۔ اس کام کے لیے، ریت کو نمونوں کو رات کے اندھیرے میں مراکش سے ایک تجربہ گاہ میں لے جایا گیا جہاں ان کا دھیمی لال روشنی میں تجزیہ کیا گیا۔

پروفیسر ڈلر ریت میں موجود معدنیات کے ذروں کو 'چھوٹی ریچارجیبل بیٹریوں' کی طرح دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق، یہ ذرات توانائی کو کرسٹل کے اندر ذخیرہ کر لیتے ہیں جو قدرتی ماحول میں موجود تابکاری سے وجود میں آتے ہیں۔ جتنے زیادہ وقت کے لیے کوئی ذرہ زمین میں دفن رہتا ہے، اس میں اتنی ہی زیادہ توانائی محفوظ ہوتی ہے۔

لیباٹری میں جب ان ذرات کو نکالا جاتا ہے، تو یہ ذرات اپنے اندر موجود توانائی کو روشنی کی شکل میں خارج کرتے ہیں اور اس طرح سائنسدان ان کی عمر کا اندازہ لگا پاتے ہیں۔ پروفیسر ڈلر کہتے ہیں کہ وہ اپنی اندھیری تجربہ گاہ میں ان ذرات سے نکلنے والی روشنی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کے مطابق، روشنی کی تیزی سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ذرہ کتنا پرانا ہے۔

ایسا ہی ایک ستارے کی شکل کا ٹیلا امریکی ریاست کولاراڈو میں بھی ہے جس کی اونچائی ۲۲۵ میٹر ہے۔

پروفیسر ڈلر کہتے ہیں کہ ان ٹیلوں پر چڑھنا کافی محنت طلب کام ہے۔ 'آپ دو قدم اوپر جاتے ہیں تو ایک قدم پیچھے کی جانب پھسلتے ہیں۔ لیکن یہ اس محنت کے قابل ہے، اوپر سے بہت خوبصورت دکھتے ہیں۔'

(ماخوذ از بی بی سی نیوز اردو ۴ مارچ ۲۰۲۴)

without having gone near the Holy Qur'an in the same way. They know that the Holy Qur'an is the true cure to all diseases, yet they still remain away from it. Muslims know that the key to all success is the Holy Qur'an yet they do not even care for it. Yet, the Promised Messiah (as) who calls towards the Holy Qur'an, seeks to bring to light its true teachings and spread them throughout the world is called a forger and a liar. Such is the state of Muslims, that they would rather do this than come towards the Holy Qur'an and act according to its teachings. One who truly acts according to the Holy Qur'an is given countless blessings from God, far greater than anything that can be achieved in this world. This also leads to a person's sins being forgiven.

His Holiness (aba) said that a false allegation is levelled against Ahmadis that we alter the Holy Qur'an. The Promised Messiah (as) responded by saying that doing so would be a grave sin. But how could we do the exact same thing as we say is done by the Christians in their scripture? Our teaching is that those who alter the word of God are the lowliest and basest of people; after saying this, would we do the exact same thing and relegate ourselves to such a state? The Holy Qur'an is a complete book and following it completely is the path to salvation. The Promised Messiah (as) said that anyone who changes or alters the Holy Qur'an is a disbeliever and apostate.

His Holiness (aba) further quoted the Promised Messiah (as) who said that the Holy Qur'an is the true path to salvation. If one truly repents and then strives completely to act according to the Holy Qur'an, then even just in ten days their hearts will achieve a new enlightenment. This is not a mere claim, but rather a tried and tested method by many.

His Holiness (aba) prayed that may Allah enable us to truly understand and act upon the teachings of the Holy Qur'an. May we always be grateful to God and benefit from His guidance. May He enable us to increase in faith, certainty and fear of God. May we always live our lives according to the teachings of the Holy Qur'an and not just during Ramadan. It is only after doing so that we can claim to have truly attempted to fulfil our pledge of allegiance to the Promised Messiah (as) who was sent in subservience to the Holy Prophet (sa) for the revival of Islam. May Allah enable us to benefit from the Holy Qur'an during Ramadan and throughout our lives.

His Holiness (aba) also urged prayers for the Sudanese people; may Allah grant understanding to their leader. People there are also dying of hunger. They are inflicting cruelties on their own people. This is all because they have forgotten the Qur'anic teachings and they refuse to accept the one sent by God in this era. Similarly, the same is happening in various other Muslim countries as well, where governments are fighting amongst each other. His Holiness (aba) said to pray for them as well.

His Holiness (aba) also urged prayers for those imprisoned due to their faith in Pakistan and Yemen. His Holiness (aba) also urged prayers for the general conditions of Ahmadis in Pakistan.

His Holiness (aba) said that he would lead the funeral prayers of the following deceased members: Dr Zaheeruddin Mansoor Ahmad, Hassan Abdin Agha, Usman Hussain Muhammad Khair, Muhammad Zahrabi, Saeed Ahmad Warraich, Shahbaz Gondal

His Holiness (aba) prayed that may Allah treat all the deceased with forgiveness and mercy and elevate their station.

with the Holy Prophet (sa).
His Holiness (aba) quoted the Promised Messiah (as) who states in light of the Qur'anic verse above, that it highlights the magnificence of the month of Ramadan. It is such a blessed month, in which this great book was revealed. It is said that this is the best month for the enlightenment of the heart. Salat purifies the soul, while fasting rejuvenates the heart. The soul is purified by being distant from base and carnal passions. The heart is rejuvenated because it becomes closer to God. Hence, by saying that the Qur'an was revealed in this month there is no doubt that along with worship, the Holy Qur'an's teachings must also be implemented in order to achieve this rank.
His Holiness (aba) quoted the Promised Messiah (as) who said that after pondering, he found an amazing prophecy in the very word Qur'an; this Book is the only book worth reading and there will be a time where it will become the best book to read even more so, because it will be a time when other books will be compared to it. This will be the only book which will safeguard against evil, while all other books will be abandoned. No other book will reach the same standard of the Holy Qur'an. With the Holy Qur'an in hand, victory is assured and no evil or darkness can overcome it. The Holy Qur'an was the only weapon which the Holy Prophet (sa) and his people had and it is the same that will benefit us today.
His Holiness (aba) further quoted the Promised Messiah (as) who said that the Holy Qur'an takes one to the highest stages of intellect and practice. It was through the Holy Qur'an that people developed a recognition of God and devoted themselves to the path of truth without any regard for the world. They became prepared to sacrifice their lives, and many did. However, despite these grave hardships, they were happy and pushed forward with grateful hearts. By truly following the teachings of the Holy Qur'an, they developed such enlightenment the like of which was not found in others. Such people came about before, and through the Holy Qur'an such people continue to come about. It is a sign of the Holy Qur'an and a refutation to its detractors that not only does it lead to intellectual enlightenment but also enlightened actions. These standards can be achieved by truly following the teachings of the Holy Qur'an.
His Holiness (aba) quoted the Promised Messiah (as) who expressed that it is unfortunate that people depend and look upon the West for their success and advancement, whereas this can only render them a very limited degree of success. However, it is only through the Holy Qur'an that true success can be achieved. When the Companions accepted the Holy Prophet (sa) and gave precedence to their faith over the world. The disbelievers laughed at them, saying they could hardly leave their homes, yet they said they would become rulers of the world. However, by becoming completely devoted to the Qur'an and the Holy Prophet (sa) they achieved that which was not achieved by anyone else. The key to the victory of Islam was faith. Today, there is a lack of faith, and instead, mere claims of faith are made. However, if the same success is desired, then true faith is required and this can only be achieved by following the Holy Qur'an.
His Holiness (aba) quoted the Promised Messiah (as) who expressed great pain at the fact that people become lazy in reciting and acting upon the Holy Qur'an. For those who believe in it to be the revealed word of God and the key to salvation, then how unfortunate is it that they do not recite it? It is like someone who knows that a spring's water can quench thirst and is the cure to various diseases but does not go near it, whereas they should have rushed to it and drank its water. Such people are extremely unfortunate and ignorant. There are some who will die

Summary of the Friday Sermon delivered by Hadrat Khalifa-tul-Masih V (May Allah be his Helper)on 22nd March 2024 at Mubarak Mosque Islamabad, Tilford, UK.

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba) recited the following:
'The month of Ramadan is that in which the Qur'an was sent down as a guidance for mankind with clear proofs of guidance and discrimination. Therefore, whosoever of you is present at home in this month, let him fast therein. But whoso is sick or is on a journey, shall fast the same number of other days. Allah desires to give you facility and He desires not hardship for you, and that you may complete the number, and that you may exalt Allah for His having guided you and that you may be grateful.' (The Holy Qur'an 2:186)
His Holiness (aba) said that in this verse, God has stated the importance of the month of Ramadan with reference to the fact that it was in this month that the Holy Qur'an was revealed. The Qur'an encompasses all matters and all guidance, showing man the paths that lead towards God and steer clear from Satan, the paths of remaining safe from godlessness, covers all matters pertaining to times of old and current times and serves as a complete and lasting law. Fortunate are those who make the Holy Qur'an their guidebook and live their lives according to its teachings. It is those who witness the love of God.
His Holiness (aba) said that the Holy Qur'an has taught us about the obligation of fasting and the ways of worship. The fact that fasting is obligatory or that the Holy Qur'an was revealed in this month is not enough to understand the importance of Ramadan; instead we must gain a true understanding of this complete Book and make it the guidebook of our lives. As Ahmadis, we are fortunate to have accepted the Promised Messiah (as) who explained the true meanings and essence of the Holy Qur'an. We can gain this understanding by reading his books and literature.
His Holiness (aba) said that tomorrow is also Promised Messiah (as) Day, where we hold gatherings to commemorate the fulfilment of the Holy Prophet's (sa) prophecy about the coming of the Messiah. However, commemorating this is not enough, rather we must study the treasure trove that the Promised Messiah (as) left us when it comes to understanding the Holy Qur'an. Without doing so, we cannot reach the stage of complete faith. Through His mercy, God revealed His Word to the Holy Prophet (sa); now it is our responsibility to benefit from it and make it a part of our lives, for which we must pay special attention. Ramadan does not become complete only by offering obligatory prayer and some voluntary prayers, rather we must also recite and understand the Holy Qur'an, and search for the commandments found therein. It is in doing so that we can benefit from God's attributes of Graciousness and Mercy.
His Holiness (aba) said that the Promised Messiah (as) has left us numerous writings about the ways in which we can benefit from the blessings of the Holy Qur'an. It is by reading these writings that we can truly benefit from the Holy Qur'an. His Holiness (aba) said that he would present some excerpts from these writings.
His Holiness (aba) first commented on the importance of reciting the Holy Qur'an especially in Ramadan. Everyone should strive to recite at least one saparah [part (or juz in Arabic) of the Holy Qur'an] every day, so that they are able to complete an entire reading of the Holy Qur'an during Ramadan. The angel Gabriel used to complete an entire round of whatever had been revealed of the Holy Qur'an up until that point with the Holy Prophet (sa). Then, in the last Ramadan of the Holy Prophet's (sa) life, Gabriel went through the entire Holy Qur'an twice

تربیتی اجلاس مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ماہِ مارچ 2024

3 مارچ کو سکھوں کے مذہبی پروگرام سنگ کے موقع پر قادیان کے خدام میڈیکل کیمپ میں خدمات کرتے ہوئے اور راہگیروں کو زردہ تقسیم کرتے ہوئے

3 مارچ 2024 کو قادیان سے "سنگ" گزرنے کے بعد قادیان کے خدام و اطفال قادیان میں مثالی وقارِ عمل کرتے ہوئے

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-46/2021-23
Annual Subscription: ₹220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/Issue

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

PH: +91-1872-220139 FAX: 222139 E-mail: mishkatqadian@gmail.com

Chairman: Shameem Ahmad Ghaury
Editor: Niyaz Ahmad Naik +91-9779454423
Manager: Syed Abdul Hadee +91-9915557537

Volume 08 April 2024 CE Issue 04

Published on 20th May 2024

کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں۔ محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:۷۵) پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے، وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۷۹-۵۷۸، ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik